188826

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188826
UNIVERSAL
LIBRARY

جغرافیۂ مصر

[illegible]

جو اسمٰعیل آفندی علی کی کتاب النخبۃ الازہریۃ فی جغرافیۃ المصریۃ کے

مولوی محمد عباس صاحب ایم اے نے

کارخانہ پیسہ اخبار میں

عربی سے اُردو میں ترجمہ کیا

پہلی مرتبہ سنہ ۱۹۰۳ء میں

کارخانہ پیسہ اخبار کے خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں منشی عبدالعزیز کے اہتمام سے چھپا

قیمت ۱۰/

جغرافیہ مصر

ملک مصر کئی وجوہات سے نہایت دلچسپ ملک دُنیا کے جغرافیہ میں گنا جاتا ہے۔ اول اس وجہ سے کہ قدیم زمانے میں یہ نہایت مہذب ملک رہ چکا ہے جسکا ثبوت جیزہ کے اہرام۔ کرنک کے معبد اور سفنکس (ابوالہول) وغیرہ کے علاوہ صدہا دیگر دلچسپ صورتوں میں جو قاہرہ کے عجائب گاہ میں جمع ہیں واقفان آکیالوجی نے ہمارے لئے جستجو کے بعد پیدا کر لیا ہے۔ دوم اس وجہ سے کہ دُنیا کے کسی ملک میں اس زمانے میں ایسی دوعملی بلکہ سہ عملی نہیں جیسی کہ مصر میں ہے۔ سو اصل سلطنت عثمانیہ مصر کی مالک ہے کہ جسے اب تک خزانہ مصر سے سالانہ باج بھیجا جاتا ہے۔ لیکن اس کے سوائے خدیو مصر قریب قریب خودمختار حاکم مصر ہے مگر اب ایک تیسری حکومت انگلستان کی ہے جو صریح دول یورپ کی اتفاق رائے سے قابض ہے۔ اور یہ سہ عملی واقعی ایک بڑی دلچسپ بات ہے جو دُنیا کی تاریخ میں کبھی کسی ملک کو حاصل نہیں ہوئی ہوگی۔ سوم دنیا کے مسلمانوں کے لئے اس فراعنہ کی سرزمین میں بہت سی دلچسپیاں موجود ہیں اسلام کی اشاعت کے نہایت ابتدائی عہد یعنے خلیفہ ثانی کے زمانہ میں حضرت عمرو بن عاص نے اس ملک کو فتح کیا۔ اور یہاں اسلام کو پھیلانا شروع کیا۔ قرآن شریف میں حضرت یوسف علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے قصوں میں ملک مصر کا ذکر موجود ہے کئی انبیا اہل بیت اور صحابہ کے یہاں مزار ہیں۔ اور یہاں کی عالیشان اور خوبصورت مسجدیں ہی اسوقت عرب کے زمانے عروج کی فن تعمیر کی [illegible]

ہیں یادگار ہیں۔ ملک مصر میں بڑے بڑے علمائے اسلام بھی گذرے ہیں۔
ان سب وجوہات سے مصر بڑا دلچسپ ملک ہے۔ لیکن یہاں کا مفصل جغرافیہ آجتک کوئی میری نظر سے نہیں گذرا تھا کہ جس میں اس ملک کے تمام شہروں قصبوں اور گاؤں کے حالات اور نام صحت کے ساتھ درج ہوں۔

چنانچہ مدارس مصر کی تعلیم جغرافیہ کے لئے اسمٰعیل آفندی علی سابق مدرس مدرسۂ خدیویہ اور حال ملازم محکمۂ استئناف الاہلیہ نے مخبتہ الازھریہ فے جغرافیۃ العمومیہ کے نام سے جو کتاب عربی میں لکھی تھی اس میں سے مولوی محمد عباس صاحب ایم۔ اے نے ملک مصر کا حال اردو میں ترجمہ کیا۔ اور میں نے بعد نظر ثانی ترجمہ اس پر بعض حواشی ایزاد کئے۔ اصل کتاب ۱۸۹۶ء میں لکھی گئی تھی۔ اور اب تک جو آٹھ سال میں بعض تغیرات مصر و سوڈان میں پیش آئے تھے ان کا بھی مختلف حواشی میں ذکر کردیا۔ اردو زبان کی کتابوں میں امید ہے کہ یہ اضافہ دلچسپ ثابت ہوگا۔

محبوب عالم

سرینگر
یکم ستمبر ۱۹۰۴ء

باب (۱)

مصر

ملک مصر دنیا کی شائستگی کے سٹیج پر بڑا اہم پارٹ کر چکا ہے۔ اہل مصر کسی زمانے میں تمدن۔ شان و شوکت۔ اور دولت و عشرت کے لحاظ سے تمام دنیا کی قوموں پر سبقت لے گئی تھی۔ ہماری قوم علوم و فنون کا سرچشمہ تھی۔ ایسا سرچشمہ کہ یونان کے علما و فضلا بھی اس غرض کے مصر میں آئے تھے کہ یہاں کی تہذیب سے بہرہ اندوز ہوں۔ اس قدیم تہذیب کے آثار ہنوز ملک مصر میں موجود ہیں۔ اور زبان حال سے مصریوں کے بزرگوں کی لیاقت اور فضیلت کی گواہی دے رہے ہیں۔ یہ ملک بر اعظم ایشیا کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ شمال کی طرف بحیرۂ روم۔ مشرق کی طرف ملک شام عرب اور بحر قلزم۔ اور جنوب کی طرف نوبہ اور سوڈان مصری (جس کی حدود شمالی اسوان سے شروع ہوتی ہیں) اور مغرب کی طرف صحرائے اعظم اور طرابلس الغرب اس کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

مصر درحقیقت ایک تنگ وادی ہے جس کو دو قلیل الارتفاع پہاڑوں کے سلسلے (کہ جنکی بلندی پچاس سے اڑھائی سو میٹر٭ تک ہے) گھیرے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک سلسلہ تو جانب مشرق میں ہے اور جبال العرب کہلاتا ہے دوسرا سلسلہ جانب مغرب میں ہے اور جبال لیبیا کہلاتا ہے۔ ہر ایک پہاڑ کے پیچھے ایک صحرا واقع ہے۔ جن میں سے ایک کا نام صحرائے العرب ہے

٭ ایک میٹر مساوی ہے ۳۹ء۲۲ انگریزی انچ کے۔ یہ پیمانہ فرانس اور یورپ کے بہت سے دیگر ملک میں جاری ہے

جو مصر کے مشرق میں بحر قلزم تک چلا گیا ہے۔ اور دوسرے کا نام صحرائے لیبیا ہے جو مصر کے مغرب میں صحرائے اعظم سے جا ملا ہے۔ باستثنائے اِن صحراؤں کے رقبہ مصر کا رقبہ اندازاً (۵۱۴۲۳۳۲۸) فدان* ہے جن میں سے (۴۹۶۸۲۳۵) فدان اراضی میں کاشت ہوتی ہے صحراؤں سے مراد وہ ریگستان ہے یہاں ڈھائی لاکھ خانہ بدوش عرب خدیو مصر کی زیر حکومت آباد ہیں۔

۱۸۸۲ء کی مردم شماری کے بموجب مصر کے باشندوں کی تعداد ۲۷۱۷۲۸۲۶ نفوس** ہے۔ بالفعل ہمکو اسوقت تک کہ جدید مردم شماری کا حال معلوم ہو یہی تعداد یہاں کے باشندوں کی سمجھ لینی چاہیئے۔

اکثر باشندے عرب۔ ترک یا قبطی ہیں۔ عرب تو ان قبائل عربیہ کی اولاد سے ہیں جو فتح اسلام کے بعد یہاں آکر آباد ہوئے تھے۔ ترک غالباً دولت عثمانیہ کے ان فتحمندوں کی اولاد سے ہیں جنھوں نے یہاں آکر اپنا تسلط جمایا تھا۔ قبطی قدیم مصریوں کی یادگار ہیں۔ علاوہ ان تینوں قوموں کے یہاں کثرت سے یوروپ کے باشندے اور نیز روئے زمین کے اور ملکوں کے بھی باشندے آباد ہیں۔

پہلی فصل

مصر کا جغرافیہ طبعی

خاصیت زمین اور طریقہ ہائے کاشت کے لحاظ سے اراضی مصر کے دو

---

* فدان مصر و شام میں پیمائش مربعات کا ایک پیمانہ ہے جو (۴۲۰۰) مربع میٹر کے برابر ہے۔ اور ایک میٹر ۳۹.۳۷ انگریزی انچ کا ہوتا ہے۔

** محرم ۱۳۱۵ھ مطابق جون ۱۸۹۷ء میں جو مصر کی مردم شماری ہوئی تھی اس کے مطابق مصر کی آبادی (۹۷۳۴۳۵۰) اب ستانوے لاکھ سے زائد آبادی ہے (۴۹۲۰۶۵۵) عورتیں اور (۴۸۰۵۷۹۹) مرد ہیں (ماخوذ تقویم المؤید بابت ۱۹۰۲ء)

بڑے حصے ہیں "الوجہ البحری" اور "الوجہ القبلی"۔ "الوجہ البحری" سے وہ تکونا قطعہ زمین مراد ہے جو قاہرہ کے شمال سے بحیرہ روم تک چلا گیا ہے۔ "الوجہ القبلی" سے جس کو الصعید (بلند زمین) بھی کہتے ہیں وہ لمبا قطعہ زمین مراد ہے جو دریائے نیل کے دونوں ساحلوں پر قاہرہ کے جنوب سے آبشار اسوان تک چلا گیا ہے۔

اراضی صعید کا بڑا حصہ دریائے نیل کے مغرب میں ہے۔

مصر کے دو ساحل ہیں۔ پہلا شمالی جو بحیرہ روم پر واقع ہے۔ دوسرا شرقی جو بحر قلزم پر واقع ہے۔

ساحل شمالی جس کا طول (۹۴۰) کیلومیٹر* ہے خلیج سلوم سے (جو طرابلس کی طرف مصر کی حد ہے) عریش تک (جو شام کی طرف مصر کی حد ہے) چلا گیا ہے۔

اس ساحل کا جو حصہ طرابلس اور الوجہ البحری کے درمیان واقع ہے وہ ایک ریگستان ہے جس میں جابجا ٹیلے استادہ ہیں۔ اس ساحل پر خلیج ابوشائیفہ۔ خلیج قنالیس اور خلیج العرب واقع ہیں۔ خلیج العرب سے عریش تک ساحل مذکور کی شکل شمال کی طرف سے محدب معلوم ہوتی ہے۔ اور اس میں بے شمار بحیرے اور جھیلیں بنی ہوئی ہیں۔ اور یہاں سے خلیج ابو قیر نظر آتی ہے۔

ساحل بحر قلزم (۱۳۰۰) کیلومیٹر لمبا ہے یعنی عقبہ سے سویس یا سویز (واقع جزیرہ نما طور سینا) تک (۵۰۰) کیلومیٹر۔ سویس سے القصیر تک (۵۰۰) کیلومیٹر اور القصیر سے راس بناس تک (۳۰۰) کیلومیٹر اکثر حصہ اس ساحل کا دشوار گذار اور بنجر ہے۔ نہ وہاں خودرو درخت ہیں اور نہ زراعت کی جاتی ہے۔ اسی ساحل میں راس محمد جزیرہ نمائے طور سینا کے جنوب میں واقع ہے اور

* کیلومیٹر ایک فرانسیسی پیمایش کا پیمانہ ہزار میٹر یا $\frac{5}{8}$ انگریزی میل کی برابر یا گیارہ سو ہندوستانی سولہ گرہ کے گز کے برابر ہوتا ہے۔

اس کے مغرب میں راس ملعب ہے۔ جہاں سے ہوتے ہوئے مصری حجاج زیارت کعبہ معظمہ کو جاتے ہیں۔ اور مصر میں داخل ہونے سے پہلے یہاں قرنطینہ کی میعاد گذارتے ہیں۔

یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ساحل روم ہر سال سمندر میں بڑھتا رہتا ہے خاصکر اس مقام پر کہ جہاں دریائے نیل کے دہانے واقع ہیں یہ زیادتی زیادہ ہے۔ ہر سال یہ ساحل ڈہائی میٹر کے اوسط سے بڑھتا رہتا ہے۔

بحیروں کا بیان

خاصکر بحیرہ روم کے ساحل پر جو بحیرے واقع ہیں وہ ایک وقت میں بالکل خشک ہو جائیں گے کیونکہ دریائے نیل کی مٹی کا جو ہر سال ایک ذخیرہ ان میں گرتا رہتا ہے۔ وہ انکو بند کرتا رہتا ہے۔

مصر میں نو بحیرے ہیں۔ جنمیں چار بڑے اور پانچ چھوٹے ہیں بڑے بحیروں میں سے تین ساحل بحر روم پر اور ایک ولایت فیوم میں واقع ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

پہلا۔ بحیرۃ المنزلہ سویس کی کھاری جھیل اور نہر دمیاط کے درمیان ہے۔ یہ بحیرہ سب سے بڑا ہے اور (۰۰۰، ۴۰۰) فدان اس کا رقبہ ہے۔ اس کی گہرائی کا اوسط ایک میٹر سے زیادہ نہیں۔ اور پورٹ سعید کے مغرب میں ۲۰ کیلو میٹر کے فاصلے پر سمندر سے ملگیا ہے۔ یہ بحیرہ اس قابل ہے کہ اس میں سال بھر جہاز چلتے رہیں۔ مشرق کی طرف یہ تنگ ہوتا گیا ہے یہانتک کہ اس کا شرقی حصہ جسکو نہر سویس اس سے جدا کرتی ہے اب خشک ہو گیا ہے۔

اس بحیرے میں بے حد و حساب پرندے اور مچھلیاں موجود ہیں! اور عمدہ نمک کثرت سے برآمد ہوتا ہے۔

دوسرا۔ بحیرۃ البرلس ہے جو نیل کی دونوں شاخوں کے درمیان مدیریۃ الغربیہ
کے شمال میں واقع ہے۔ گہرائی اس کی کم ہے۔ سمندر سے ملا ہوا ہے۔
اس میں مچھلیاں عمدہ اور کثرت سے ہوتی ہیں۔ جب دریائے نیل طغیانی
پر آتا ہے تو اس کی سطح پہلی حالت سے اونچی ہو جاتی ہے۔ یہ بحیرہ بھی بحیرہ
منزلہ کی طرح رفتہ رفتہ تنگ ہوتا گیا ہے۔ اور اسی سبب سے جس کا ذکر
اوپر ہو چکا ہے اس کی گہرائی کم ہوتی جاتی ہے۔

تیسرا۔ بحیرہ مریوط۔ اسکندریہ سے قریب ہے مچھلیاں اور بحیروں کی نسبت
یہاں کم ہوتی ہیں۔ گذشتہ صدی سے پہلے یہ بالکل خشک تھا۔ ۱۷۹۹ء
سے جبکہ فرانسیسیوں نے مصر پر حملہ کیا تھا وہ سمندر سے ملا ہوا ہے۔

چوتھا۔ بحیرۃ القرن جسکو "برکۃ القارون" یعنے قارون کا حوض بھی کہتے ہیں مصر
کے تمام بحیروں سے زیادہ گہرا ہے۔ اس میں نمک اور مچھلی بافراط موجود
ہے۔ سال بھر پانی رہتا ہے۔ طغیانی نیل کے زمانے میں پانی زیادہ
ہو جاتا ہے۔

چھوٹے بحیرے حسب ذیل ہیں:۔

پہلا۔ بحیرہ ادکو۔ اسی نام کے ایک شہر کے پاس واقع ہے۔ گرمیوں میں تقریباً
بالکل خشک ہو جاتا ہے۔

دوسرا۔ بحیرات النطرون چھ چھوٹے بحیرے ہیں جو وادی نطرون میں جو
صحرائے لیبیا کے شمالی حصے میں ہے واقع ہیں۔ ان سے نطرون یعنی
کاربونیٹ آف سوڈا یعنے شورہ بکثرت برآمد ہوتا ہے۔

تیسرا۔ بحیرۃ البلح جس کے وسط سے ہو کر نہر سویس گذرتی ہے۔ بحیرۃ المنزلہ کے
جنوب میں واقع ہے۔ گرمی کے موسم میں یہ بحیرہ بالکل خشک پڑ جاتا ہے
اور باقی ایام میں بہت تھوڑا پانی اس میں رہتا ہے۔

چوتھا۔ بحیرۃ التمساح اس کو بھی نہر سویس عین وسط سے طے کرتی ہوئی نکلتی

ہے۔ فراعنہ کے زمانے میں جب دریائے نیل کا زاید پانی اس بحیرے میں گرتا تھا تو بہت سے نہنگ بھی اس پانی کے ساتھ اس میں آجاتے تھے۔اسی لئے اسکا نام بحیرۃ التمساح (نہنگوں کا بحیرہ) پڑگیا ہے۔ اس بحیرہ کے ساحل پر اسمعیل پاشا کا بنایا ہوا شہر اسمعیلیہ آباد ہے جسکو خدیو مرحوم نے ایک قدیم گانوں "تمساح" کی جگہہ آباد کیا تھا۔

پانچواں بحیرات مرّہ۔ان کے وسط سے بھی نہر مذکور گذرتی ہے۔یہ شہر اسمعیلیہ اور شہر سویس کے درمیان واقع ہیں۔

پہاڑوں کا بیان

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ مصر دو سلسلہائے کوہستان کے درمیان واقع ہے۔ایک سلسلہ مشرق میں ہے اور جبال العرب کہلاتا ہے۔دوسرا مغرب میں ہے اور جبال لیبیا کہلاتا ہے۔یہاں اتنا اور بتاتے ہیں کہ یہ دونو پہاڑ بنجر ہیں انمیں کسی قسم کی پیداوار کا نام و نشان نہیں۔جبال العرب میں مختلف وادیاں واقع ہیں جو نیل کو بحر قلزم سے ملاتی ہیں۔ان میں سے زیادہ مشہور وادی القصیر ہے۔

جبال العرب کے ایک ایک جزو کا الگ الگ نام ہے۔زیادہ مشہور نام یہاں لکھے جاتے ہیں جبل ابی شجر۔اور جبل السلسلہ (مدیریۃ الحدود میں) جبل الطوق (مدیریۃ قنا میں) جبل الشیخ الہریدی (مدیریۃ جرجا میں) جبل ابی فودہ (مدیریۃ اسیوط میں) جبل الطیر (مدیریۃ المنیا میں) جبل الرخام (مدیریۃ بنی سویف میں) جبل اخضر (فیوم میں) جبل المعصرۃ اور جبل طرہ (مدیریۃ الجیزہ میں) جبل یشکر (مصر قدیم کی نواح میں) جبل المقطم جسکو "الجیوشی" بھی کہتے ہیں۔قاہرہ کے مشرق میں جبل الیحموم جسکو جبل احمر بھی کہتے ہیں (عباسیہ میں) جبل جنیفہ (بحیرات مرۃ کے مغرب میں) اور جبل عتاقہ (شہر سویس کے قریب)

جبال لیبیا کا سلسلہ جبال العرب کے سلسلے سے بہت کم بلند ہے۔

صحراؤں کا بیان

ہم لکھ چکے ہیں کہ جبال العرب کے پیچھے صحراء العرب اور جبال لیبیا کے پیچھے صحراء لیبیا واقع ہے۔ اب جاننا چاہیے کہ صحراء العرب میں بہت سے وسیع ٹیلے ہیں جن کو عمیق وادیاں ایک دوسرے سے جدا کرتی ہیں۔ اس کی مشرقی سمت میں بحر قلزم کے قریب ساحل کے متوازی کچھ پہاڑ ہیں جن کی بلندی اندازاً دو ہزار میٹر ہے۔ ان میں سے زیادہ مشہور جبل زنآری ہے جو قریب قریب ادفو کے سامنے واقع ہے دواور پہاڑ فیطرہ اور دخان اسیوط کے محاذ میں واقع ہیں جبل الشلالہ اور جبل الغریب خلیج سویس کے ساحل پر ہیں۔ ان دونوں پہاڑوں کے قریب قبطیوں کی عبادت گاہ موجود ہیں صحرائے لیبیا سے مراد وہ بلند اور وسیع ریگستان ہے جو دریائے نیل کی سطح سے (۲۵۰) میٹر بلند ہے اس کے چاروں طرف ریتا چھایا ہوا ہے اسی ریگستان میں "واحات" یعنے نخلستان ہائے مصر واقع ہیں کہ جن میں سے زیادہ مشہور کا بیان کیا جاتا ہے۔

نخلستانوں کا بیان

واحات یعنی نخلستانوں سے مراد وہ ایک دوسرے سے غیر متصل وادیاں ہیں جو کھیتوں سے باغوں سے اور نخلستانوں سے معمور اور چاہات اور چشموں سے شاداب ہیں۔ ان میں سے زیادہ مشہور وادیاں حسب ذیل ہیں:-

اوّل واحۃ سیوہ۔ یہ مصر اور طرابلس الغرب کے درمیان واقع ہے۔ اور ان دونوں ملکوں کی حد فاصل خیال کیجاتی ہے۔ اس میں کثرت سے باغات ہیں اور انجیر۔ زیتون۔ بلح (ایک قسم کی کھجور) انار وغیرہ میوہ جات افراط سے پیدا ہوتے ہیں۔ باشندے چار ہزار کے قریب ہیں۔

یہ وادی مدیریۃ البحیرۃ کے متعلق ہے۔ اور اس میں بربر سے جانیوالے حاجیوں کے قافلے پڑاؤ کرتے رہتے ہیں یہاں سے کچھ فاصلے پر "زلۃ الجغابیب" یا جغبوب ہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں مشہور شیخ السنوسی† رہتا ہے یہاں ایک عظیم الشان مسجد بھی ہے جس میں علاوہ عبادت کے علوم اسلامیہ کی درس و تدریس بھی ہوتی ہے۔

دوئم "واحات بحریہ" جن کو "واحات صغریٰ" اور "واحات بہنسا" بھی کہتے ہیں۔ یہ واحۃ سیوہ سے جنوب مشرق کو اور شہر الفیوم سے جنوب مغرب کو شتر سوار کی چار روزہ مسافت پر واقع ہیں۔ انکا تعلق مدیریۃ المنیا سے ہے۔ یہاں پانچ گانوں ہیں:- زبو، مندیشہ، باویطی، قصر، فرافرہ، باویطی صدر مقام ہے۔ اور پہلے دو گانوں ایک دوسرے سے قریب اور باویطی اور قصر ایک دوسرے سے متصل ہیں۔ فرافرہ ان چاروں سے

---

† شیخ السنوسی جنھوں نے آخر سنہ ۱۹۰۲ عیسوی میں انتقال کیا ہے زمانہ حال کے شمالی وسطی افریقہ کے بڑے نامور صاحب طریقت اور مسلمانوں میں الوالامر گذرے ہیں۔ یہ موضع مستغانم ضلع دہروان کے اصلی باشندے اور قبیلۂ خطابیہ سے تھے۔ ان کے والد ماجد نے سنہ ۱۲۲۹ ہجری میں فارس کا سفر کیا اور شیخ احمد تیجانی کے پاس رہ کر علم معقول و منقول حاصل کیا۔ پھر سنہ ۱۲۴۵ھ میں ٹیونس ہوتے ہوئے مکہ معظمہ کے حج کو گئے۔ اور وہیں طریقہ سنوسیہ صوفیہ کہ جس کا سلسلہ رسالت مآب تک پہنچتا ہے اختیار کیا۔ ان کے ہزارہا مرید عراق حجاز وغیرہ ممالک میں پھیل گئے سنہ ۱۲۶۰ھ میں انکے صاحبزادہ شیخ سنوسی پیدا ہوئے جنکا حال میں انتقال ہوا ہے۔ سنہ ۱۲۷۶ میں باپ نے انتقال کیا۔ بیٹے نے اسوقت تک علوم ضروری اور حفظ قرآن مجید سے فراغت حاصل کر لی تھی۔ باپکی جگہہ تدریس شروع کی۔ اور زہد و عبادتمیں مصروف ہوگئے۔ انھیں وجاہت بہت حاصل ہوگئی روز مریدوں کی تعداد علاوہ عرب و شام کے صرف افریقہ میں لاکھوں تک پہنچگئی۔ فرانس کے مقبوضات افریقہ کو ہمیشہ شیخ سنوسی کے حملوں کا خطرہ رہتا تھا لیکن شیخ کو ملک گیری کا مطلق خیال نہ تھا۔ سنہ ۱۳۱۲ میں شیخ ایک غیر آباد مقام شہر کیغرہ میں گیا۔ اور سنہ ۱۳۲۰ جمادی الاولی میں انتقال کیا (خلاصہ از ثمرات الفنون بیروت)

تین دن کی مسافت پہ ایک پہاڑ کی گھاٹی میں واقع ہے ان وادیوں میں قسم قسم جو چانول سبزیاں وغیرہ اشیا پیدا ہوتی ہیں۔ آبادی یہاں کی چھ ہزار ہے۔

سوئم "واحات قبلیہ" جنکو "واحات اسیوط" بھی کہتے ہیں ان کے دو حصے ہیں "واحات داخلہ" جن کا صدر مقام موط ہے اور "واحات خارجہ" جنکا صدر مقام بریس ہے یہ وادیاں اندرونی اور بیرونی دونو قسم کی مدیریت اسیوط کے تابع ہیں۔ یہاں گیہوں۔ جو۔ سبزیاں۔ انگور۔ شہتوت۔ خربزہ۔ سیب وغیرہ غلے اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔

دریائے نیل کا بیان

مصر کی زمین دریائے نیل کے پانی سے سیراب ہوتی رہتی ہے۔ یہ دریا دُنیا بھر کے دریاؤں سے بڑا اور میٹھا ہے۔ اور ہر سال ایک خاص وقت میں طغیانی پر آتا ہے اور اپنی خیر و برکت اس سرزمین میں پھیلاتا ہے۔ اور جب تک کہ اپنی تہ کی چکنی مٹی کو جو کہ وہ بہا لاتا ہے چاروں طرف منتشر نہیں کر لیتا واپس نہیں جاتا ہے۔ اسی مٹی کی بدولت مصر کی زمین زرخیز ہے۔ جو حصۂ زمین اس مٹی سے محروم رہتا ہے وہ خشک۔ بنجر اور مبتلائے قحط رہتا ہے۔ نہ وہاں زراعت ہوتی ہے نہ درخت پیدا ہوتے ہیں۔ اور ایسی ابتر حالت ہوتی ہے کہ اگر بارش بھی آئے تو اس کو دریا سے شاداب شدہ حصوں کے برابر سرسبز نہیں کر سکتی۔ پس گویا دریائے نیل اس سرزمین کا مہربان باپ ہے جو گویا اپنے گھر (مصر) میں بھرے ہاتھوں آتا ہے اور زر و جواہر بکھیر جاتا ہے۔ اسی وجہ سے قدیم مصری اس کی تعریف و توصیف میں مبالغہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اس کو دیوتا اور خدا سمجھنے لگے تھے۔

دریائے نیل کی لمبائی منبع سے دہانے تک اندازاً (۶۵۰۰) کیلو میٹر ہے۔

یعنے اسکندریہ اور قاہرہ کی درمیانی مسافت کا ۳۳ گنا۔ حال کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ دریا چند چھوٹے چھوٹے دریاؤں سے ملکر بنا ہے۔ جنمیں سے زیادہ مشہور یہ ہیں:—

نہر صوباط۔ نیل ازرق۔ نہر عطبرہ یا نہر تقازہ (یہ سب دریاے مذکور کے دائیں جانب ہیں) بائیں جانب فقط بحر الغزال ہے۔

نہر صوباط ملک حبش کے جنوب مشرقی حصے سے نکلتا ہے۔ بحر الغزال سوڈان کے جنوب مغربی حصے سے برآمد ہوتا ہے۔ ایک چھوٹا سا دریا "بحر العرب" اس بحر الغزال میں آکر گرتا ہے اور یہ دونوں ملکر ایک چھوٹے بحیرہ کے پاس کہ جس کا نام "بحیرۂ نو" ہے دریاے نیل سے جاملے ہیں۔

نیل ازرق اور نہر عطبرہ حبش کے پہاڑوں سے برآمد ہوتے ہیں۔ نیل ازرق بحیرہ وسیعہ کو جو اتنا نہ بھی کہلاتا ہے چیرتا ہوا مختلف نہروں میں منقسم ہوگیا ہے جو شہر خرطوم کے پاس نیل ابیض سے جاملی ہیں۔ دوسرا موضع دامر کے پاس اور شہر بربر کے جنوب میں اس دریاے ملجاتا ہے۔

نہر عطبرہ کے دریاے نیل سے ملحق ہونے کے بعد پھر کوئی معاون اس سے آکر نہیں ملتا ہے۔ اور یہاں سے دہانے تک وہ تن تنہا تین ہزار میل کا فاصلہ طے کرکے بحیرہ روم میں گرجاتا ہے۔

نیل ابیض جس میں مذکورۂ بالا معاون گرتے ہیں اصلی دریاے نیل ہے یہ خط استواء کی تین جھیلوں سے برآمد ہوتا ہے اول جھیل اوکریوہ جو قوم زنج کے ایک خاندان کے نام پر اس نام سے مشہور ہے یہ خاندان اس جھیل کے اردگرد آباد ہے جھیل اوکریوہ کا زیادہ مشہور نام "وکٹوریہ نیانزا" ہے۔ اس کے معنی ہیں بڑا پانی۔ اس کی سطح مصر کے دریاؤں کی سطح سے چوگنی بلند ہے۔ دوم جھیل موتنزیجہ یا البرٹ نیانزا سوئم جھیل لوتنزیجہ یا البرٹ ایڈورڈ—

دریاے نیل کے بھی مختلف نام ہیں۔ چنانچہ وکٹوریہ نیانزا اور البرٹ نیانزا

کے درمیان اس کو "صوم رست" کہتے ہیں۔ اور البرٹ نیانزا اور بحیرہ لو کے درمیان اس کو بحر الجبل اور بحیرہ لو اور خرطوم کے درمیان بحر ابیض۔ اور خرطوم سے بحیرہ روم تک اس کو نیل کہتے ہیں۔

یہ مبارک دریا جنوب سے شمال کو جاتا ہے اور سوڈان۔ نوبہ اور مصر کو طے کرتا ہوا بحیرہ روم سے جا ملتا ہے یہاں وہ دو شاخیں بنا کے سمندر میں جا گرتا ہے۔ ایک شاخ جو شرق کی طرف گرتی ہے "فرع دمیاط" کہلاتی ہے۔ دوسری شاخ جو مغرب کی طرف گرتی ہے "فرع رشید" کہلاتی ہے۔ دریائے نیل جب شہر قاہرہ سے بیس کیلومیٹر شمال کو چلا جاتا ہے تو اس جگہ پر یہ دو شاخوں میں پھٹ جاتا ہے جسے بطن البقرہ (قناطر الخیریہ یا فم البحر) کہتے ہیں۔ ان دونوں شاخوں کے درمیان کی زمین دال النیل۔ ڈیلٹا یا روضۃ البحرین کہلاتی ہے۔

دریائے نیل کے راستہ میں چند آبشارین بھی پڑتی ہیں۔ جن کی تعداد بیس سے زیادہ ہے۔ مشہور ان میں سے اسوان اور وادی حلفا کی آبشاریں ہیں۔ وسعت اس دریا کی مختلف مقامات میں مختلف ہے۔ خاصکر ایام طغیانی میں تو بہت ہی بڑھ جاتی ہے۔

نیل کی طغیانی اور اُس کے اسباب کا بیان

حق تو یہ ہے کہ نیل کی طغیانی قدرت کا ایک عجیب کرشمہ ہے اس دریا کا پانی ہر سال ایک خاص وقت میں بڑھنا شروع ہوتا ہے دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ ابھی تو یہ پانی صاف شفاف تھا ایک مقررہ وقت پر وہ یکایک گدلا پڑ گیا اور پھر رفتہ رفتہ بڑھنا شروع ہوا۔ اور ایک مقررہ میعاد تک بڑھتا رہا۔ بعد ایک میعاد کے آہستہ آہستہ گھٹنا شروع ہوا۔ اور اسوقت تک جبکہ اور دریاؤں کی طغیانی کا زمانہ شروع ہوتا ہے گھٹتے گھٹتے اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ دائمی یہ

باضابطہ مدوجزر دیکھکر خدا تعالیٰ کی قدرت یاد آتی ہے۔

دریاے نیل کی طغیانی کے اسباب میں قدیم اور جدید علما نے مختلف رائیں دی ہیں۔ زیادہ معتبر رائے یہ ہے کہ یہ زیادتی ہر سال خط استوا کے ملکوں سوڈان حبش میں دھواں دھار بارش ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔

اس طغیانی کی ابتدا قبطیوں کے مہینے برمہات* اور انگریزی مہینے مارچ میں شروع ہوتی ہے۔ لیکن اس کا اثر سرزمین مصر پر جون کے مہینے میں ظاہر ہوتا ہے۔ وجہ اس تاخیر کی یہ ہے کہ اول تو پانی کو ان ملکوں سے مصر پہونچنے میں بہت بڑا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے پانی کا اکثر حصہ سرراہ کی زمینیں جذب کرلیتی ہیں۔ مصریوں کو معلوم ہے کہ نیل کی طغیانی ۱۱۔ ماہ بوئنہ** (۱۸ جون) کو جبکہ جدید پانی جانب جنوب سے آتا ہے شروع ہوتی ہے۔ اس پانی کے ساتھ آنیوالی چیزیں دریا کا رنگ بدل دیتی ہیں۔ ۱۰۔ مسری** (۱۵۔ اگست) تک طغیانی اپنی نصف حد تک پہونچ جاتی ہے۔ اور ۱۷۔ توت** (۲۰ ستمبر) کو انتہائی حد تک پہونچ جاتی ہے۔ یہ دن یوم الصلیب کہلاتا ہے کیونکہ اس دن سے اندازاً سترہ دن تک دریاے نیل اسی زیادتی پر قایم رہتا ہے پھر بتدریج گھٹتا ہے اور سال آیندہ کے ماہ مئی تک کمی کی انتہا کو پہونچ جاتا ہی پھر ۱۷ دن تک متواتر اسی حالت پر رہتا ہے۔

نیل کی سب سے بہتر طغیانی وہ ہے جو حالت پایابی کی سطح سے اندازاً سات میٹر بلندی پر ہو۔

خط استوا کے ملکوں میں بارش کی کمی بیشی پر دریا کی طغیانی کم و بیش ہوتی ہے۔ پس جب ان ملکوں میں معمول سے زیادہ بارش ہوتی ہے تو دریا کے پانی

---

* برمہات قبطی سال کا ساتواں مہینہ ہے۔ مارچ یا سریانی ماہ آذار کے مطابق آتا ہی۔ باقی مہینے برمودہ۔ بشنس۔ بوئنہ۔ ابیب۔ مسری۔ الایام النسیء۔ توت۔ بابہ۔ ہاتور۔ کیہک۔ طوبہ۔ امشیر۔

** بوئنہ دسواں اور مسری بارہواں اور توت پہلا مہینہ قبطی سال کا ہوتا ہے۔

میں غیر معمولی زیادتی ہوتی ہے۔ جس سے ارد گرد کا علاقہ غرقاب ہوجاتا ہے اور اگر بارش بہت کم ہوتی ہے تو طغیانی معمول سے کم ہوتی ہے۔ اور زمین حسب معمول شادابی نہیں حاصل کرتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک میں قحط اور گرانی پھیل جاتی ہے۔

چونکہ دریائے نیل کی طغیانی اہل مصر کے حق میں نہایت مفید اور موجب برکت ہے۔ بلکہ اُن کی زندگی کا مدار ہی اس پر ہے۔ اس لئے اس کی روزانہ زیادتی کا شمار کرنے کے لئے اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس قدر زیادتی زمین کی شادابی کے لئے کافی یا ناکافی ہے۔ دریائے مذکور کے ساحل پر مقیاس الماء (نیلومیٹر) بنائے گئے ہیں جن میں سے خاص مصر میں چار ہیں ایک وادی حلفا کے پاس۔ دوسرا جزیرہ الفنیتین کے پاس۔ تیسرا جزیرۃ الروضہ میں القاہرہ کے پاس اور چوتھا قناطر خیریہ کے پاس۔ ان کے علاوہ خرطوم اور بربر میں بھی مقیاس ہیں جہاں سے نیل کی زیادتی یا کمی کی تار خبریں قاہرہ میں بھیجی جاتی ہیں چنانچہ جب کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ دریا میں غیر معمولی زیادتی ہوئی ہے تو قبل از وقت مصر کو غرقابی سے محفوظ رکھنے کی تدابیر سوچ لی جاتی ہیں۔

وادی النیل کا بیان

وادی النیل سے مراد وہ سرسبز ارضی ہے کہ جس کے درمیان سے دریائے نیل گذرتا ہے اور ارد گرد جبال العرب اور جبال لیبیا واقع ہیں۔ دریائے نیل خرطوم سے بحیرہ روم تک بے شمار باغوں اور چراگاہوں اور سبزہ زاروں سے ہو کر گذرتا ہے۔

جب یہ دریا ملک نوبہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ دو صحراؤں کے درمیان سے گذرتا ہے۔ لہذا یہاں سوائے اُن جزیروں کے جو اس کے وسط میں ہیں ان اطراف میں کہیں زراعت نہیں ہوتی۔ البتہ کسی کسی مقام پر لب ساحل چند کم

وسیع قطعات موجود ہیں۔جو قابل زراعت ہیں شہر اسوان تک یعنی پہلی آبشار تک جو کہ اندازاً تین میٹر بلند ہے) اس کے گرداگرد کی زمینوں کا یہی حال ہے۔اس جگہ سے وہ گویا مصر میں داخل ہو جاتا ہے۔اور اس کی وادی وسیع ہو جاتی ہے خاصکر بائیں جانب یہ وسعت زیادہ ہے۔دائیں جانب اکثر مقامات میں اس کی وسعت کم ہو کر معدوم کے رتبے کو پہونچ گئی ہے۔

وادی نیل کا عرض بہت مختلف ہے۔چنانچہ وادی حلفا اور اسوان کے درمیان اسکی چوڑائی بہت کم ہے۔پھر جبل السلسلہ کے پاس جاکر اور بھی بہت کم ہو گئی ہے۔اس کے آگے بڑھنی شروع ہوتی ہے اور شہر قاہرہ تک جسقدر شمال کی طرف جاتی ہے اسیقدر اس کی وسعت بھی زیادہ ہوتی گئی ہے۔اسوان سے لیکر قاہرہ تک اس کی وسعت بارہ سے لیکر بیس کیلومیٹر تک اندازہ کی گئی ہے قاہرہ کے بعد وادی نیل بہت چوڑی ہو جاتی ہے۔یعنی جسقدر مشرق اور مغرب کے پہاڑ ساحل نیل سے بہت پرے ہٹ گئے اسی قدر یہ وادی وسیع ہو گئی ہے۔اور ایک مثلث نما شکل بنائی گئی ہے۔جس کا قاعدہ ساحل بحیرہ روم ہے اور راس وہ مقام ہے جہاں سے دریائے نیل کی دو شاخیں ہو گئی ہیں۔اس وادی کے دو بڑے حصے ہیں۔"الوجہ البحری" اور "الوجہ القبلی" اِن دونوں کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔

مصر کی آبپاشی اور مشہور نہروں کا بیان

واضح ہو کہ دنیا کی اکثر ولایتوں کی پیداوار کا دارومدار بارش کے پانی پر ہے۔اگر خدانخواستہ کسی سال یہ پانی نہ برسے تو خلق خدا فاقوں کے مارے ہلاک ہو جائے۔لیکن مصر کا ملک بارش کے پانی کا محتاج نہیں ہے۔اس کو خدائے تعالیٰ نے دریائے نیل کی نعمت عطا کی ہے۔اس دریا کے پانی پر مصریوں کی زندگی اور دولت کا سارا دارومدار ہے۔یہ پانی ہر سال اس سرزمین پر چکنی مٹی

کی ایک تہ جمتا جاتا ہے جس کی وجہ سے یہاں کی زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔
ظاہر ہے کہ اگر دریائے نیل کا پانی اپنے گذرگاہ سے باہر نہ آیا کرتا تو بہت تھوڑی سی زمین جو اُس کے ساحل پر واقع ہے سیراب ہوتی۔ اس لئے مصری مختلف نہریں کاٹکر ملک کے دور و دراز حصوں تک اسکا پانی لے گئے ہیں۔

مصر کی تمام نہریں یا تو براہ راست دریائے نیل سے پانی لیتی ہیں یا کسی اور بڑی نہر سے پانی لیتی ہیں۔ جو دریائے مذکور سے نکلتی ہے۔ انہیں سے بعض نہریں تو ایسی ہیں جو پانی نیل کے زمانے میں سوکھ جاتی ہیں۔ ان کو نیلیہ کہتے ہیں (کیونکہ طغیانی نیل کے ہی زمانے میں ان سے فائدہ ہوسکتا ہے) بعض نہریں ایسی ہیں جن میں بارہ مہینے پانی رہتا ہے یہ "صیفیہ" کہلاتی ہیں۔ کیونکہ جہاں کہیں ریل نہیں وہاں ان نہروں سے آمدورفت اور نقل اسباب کا فائدہ بھی ہوتا ہے۔

۱۸۳۰ء سے پہلے مصر کی آبپاشی حوضوں کے ذریعے سے ہوتی تھی۔ طغیانی نیل کے زمانے میں نہر کے ذریعے ان حوضوں میں پانی لاکر جمع کرتے تھے۔ جس سے حوض کے ارد گرد کا علاقہ شاداب ہو جاتا تھا۔ اس طرح سے پانی کھینچ لینے کے بعد تخم ریزی کرتے تھے۔ جس سے عمدہ پیداوار حاصل ہوتی تھی۔ لیکن اس طریقہ سے سال بھر میں صرف ایک ہی فصل ہو سکتی تھی۔ لہذا جگہہ جگہہ نہریں اور پل بنائے گئے اور حوضوں کا طریقہ نہ صرف "وجہ بحری" میں بلکہ مدیریہ الفیوم اور مدیریہ اسیوط۔ مدیریہ المنیا۔ مدیریہ بنی سویف کے اکثر حصے میں موقوف کر دیا گیا

پھر چونکہ بلند زمینوں کی آبپاشی باستثنائے زمانۂ طغیانی نیل کے ممکن نہ تھی۔ اس لئے پانی کو بلند کرنے کے لئے دخانی آلات اور نیز اور ذریعے مثل بلند نہروں کے اور سواقی یعنی چرخنوں کے استعمال کئے گئے ہیں۔

اول الذکر یعنے دخانی کی تعداد مصر میں (۲۷۰۰) ہے جنمیں سے (۲۰۰) متحرک اور (۵۰۰) غیر متحرک ہیں متاخر الذکر کی تعداد (۹۰۰۰) ہے

شور زمین کی اصلاح کے لئے بھی بعض نہریں نکالی گئی ہیں لیکن ابھی ان کی تعداد ضرورت سے بہت کم ہے ۔

وجہ قبلی کی آبپاشی اور نہروں کا بیان

وجہ قبلی کے اکثر حصوں میں وہی قدیم طریقہ حوضوں کے ذریعے آبپاشی کرنے کا موجود ہے ۔ اس علاقے کی اکثر نہریں اس غرض سے بنائی گئی ہیں کہ حوضوں کو بھرنے کے کام آئیں ۔ ان میں سے زیادہ مشہور حسب ذیل ہیں ۔

سوہاجیہ ۔ سوہاج کے پاس دریائے نیل سے شروع ہو کر اسیوط تک چلی گئی ہے ۔ عرض اس کا ایک سو میٹر ہے ۔ کہتے ہیں کہ قدیم زمانے میں وہ دریائے نیل کی ایک شاخ تھی لیکن پایاب نیل کے زمانے میں خشک پڑ جاتی ہے ۔

دوسری نہر بحر یوسف ہے جو وادی نیل کے مغرب میں جبال لیبیا کی طرف دریائے نیل کے متوازی اسیوط ۔ مینا ۔ اور بنی سویف سے گذرتی ہوئی چلی گئی ہے ۔ یہاں اس کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں ۔ ایک کا نام بحر اللبینی ہے جو دریائے نیل کے متوازی مدیریت الجیزیرہ تک چلی گئی ہے ۔ دوسری ایک سنگلاخ تنگنائے کے پاس صحرائے اعظم میں داخل ہو گئی ہے ۔ اس کا طول الفیوم کی (۱۰۰) کیلومیٹر وسیع وادی تک بدہ کیلومیٹر ہے ۔ تنگنائے مذکور میں داخل ہونے سے پہلے اس پر ایک پل ہے جو پاس کے ایک گاؤں کے نام پر "لاہون" کہلاتا ہے ۔ الفیوم شہر کے پاس پہونچ کر اس نہر کی آٹھ شاخیں ہو گئی ہیں جنکا پانی ولایت الفیوم میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔

الفیوم کے شمال و مغرب میں ایک کھاری جھیل ہے جس کو برکۃ القرن کہتے ہیں ۔ اس میں دریائے نیل کی طغیانی کیوقت نہر کا زائد پانی ڈالدیا جاتا ہے ۔ چونکہ اس جھیل کی سطح سمندر کی سطح سے چالیس میٹر نیچے ہے اسلئے زائد پانی اسمیں بآسانی چلا جاتا ہے ۔ ولایت مذکور کے جنوب مغرب میں ایک پست زمین ہے جس کا نام "وادی الریان" ہے ۔

پہلے بحر یوسف کی نہر بھی دریائے نیل کی ایک شاخ سمجھی جاتی تھی۔ وہ پایابی دریا کے زمانے میں اسوہاجیہ کی طرح خشک ہو جاتی تھی۔ لیکن اسمٰعیل پاشا مرحوم کے عہد سے اس نہر میں مقام دیروط کے پاس ایک بڑی نہر ابراہیمیہ کا پانی لایا جانے لگا۔ یہ نہر اسی خدیو کے حکم سے کھودی گئی تھی۔ اس کا منبع اسیوط کے پاس دریائے نیل میں ہے۔ وہ منفلوط۔ دیروط۔ منیا۔ اور مطائی سے گزرتی ہوئی بنی سویف اور اشمنت کے درمیان ختم ہو جاتی ہے۔ اس نہر کے ذریعے سے ایک لاکھ اسی ہزار فدان بلند اراضی کی کاشت ممکن ہو گئی ہے۔ یہاں نیشکر کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی لئے اس نواح میں شکر بنانے کے بہت سے سرکاری کارخانے موجود ہیں۔

ولایت الفیوم کی مشہور نہریں جو بحر یوسف سے پانی لیتی ہیں بحر الغرق بحر النزلہ۔ بحر سلورس بحر طامیہ۔ بحر سیلہ۔ بحر وادی الرما وغیرہ ہیں۔

---

۴ اسوان کا خزانہ آب :۔ صوبۂ الفیوم کی آبپاشی کیلئے جو پانی کا خزانہ انگلستان کی سرجان ایرڈ اینڈ کمپنی کی انجنیروں کی کوشش سے تعمیر کیا گیا۔ وہ ۱۸۹۸ء کے سرما میں شروع ہو کر سنہ ۱۹۰۲ء کے بہار میں ختم ہوا ہے۔ اور مصر میں سب سے بڑی آبپاشی کی تعمیر ہے جس میں ایک ہزار ملین ٹن پانی سما سکتا ہے جو اپریل مئی اور جون کی خشک سالی کے مہینوں میں تین لاکھ ایکڑ اراضی کی آبپاشی کرسکتا ہے۔ (۲۷۰۰) فیٹ یا نصف میل سے زیادہ ایک لمبا بند اسیوط پر دریا کے اندر اسوان سے اوپر تعمیر کیا گیا ہے جس میں ایک سو گیارہ دروازے سولہ سولہ فیٹ کے رکھے گئے ہیں جنھیں بوقت طغیانی نل آہنی پھاٹکوں سے بند کر کے بذریعہ نہر ابراہیمیہ پانی اس خزانہ میں بھر لیا جاتا ہے۔ اور دوسرا بند اسوان کا سوا میل لمبا اور (۱۳۰) فیٹ بنیادوں سے بلند ہے۔ آجکل تخمیناً پچاس شلنگ ایک ایکڑ کی آبپاشی پر دستی محنت سے گہرائی سے ۵ فٹ کا پانی اٹھانے پر خرچ ہوتا ہے تو تین لاکھ ایکڑ کی [illegible] محنت آبپاشی کوئی چھوٹی بات نہیں یہ انجنیری تعمیر دنیا بھر کے اس قسم کے کاموں میں بے نظیر اور عظیم بھی جاتی ہے۔ (خلاصہ از نیرن میگزین [illegible])

وجہ بحری کی آبپاشی اور نہروں کا بیان

محمد علی پاشا مرحوم سے پہلے اس علاقے کی آبپاشی بھی حوضوں کے ذریعے ہوتی تھی - اس پاشا نے وجہ بحری کی زمینوں کو بھی مزروعات صیفیہ میں داخل کرنا چاہا - اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے پایابی نیل کے زمانے میں یہاں کی آبپاشی کا انتظام کیا - اس نے فم البحر کے پاس جہاں کہ دریائے نیل کی دو شاخیں ہوگئی ہیں - دو بڑے جھال بنوائے جو قناطر خیریہ کے نام سے مشہور ہیں - محمد علی پاشا نے انکا یہ نام بطور نیک فال کے رکھا تھا - یہ دونو نہایت مضبوط اور ایک دوسرے کی سیدھ میں ہیں - ایک جھال دمیاط کی شاخ پر ہے اور (۴۵۴) میٹر چوڑا ہے - دوسرا رشید کی شاخ پر ہے اور (۴۶۵) میٹر چوڑا ہے - ان دونوں کے جھند وسے فیضانی نیل کے زمانے میں کھولدئے جاتے ہیں تاکہ وجہ بحری کی تمام اراضی سیراب ہوجائے - کیونکہ اس کے بعد سے زراعت نیلیہ شروع ہوجاتی ہے - پایابی کے زمانے میں جھال بند کردئے جاتے ہیں - تاکہ ان کے آگے دریا کے پانی کی سطح بلند ہوجائے - اور اس بلندی سے زراعت صیفیہ کے کام میں آسانی ہوجاتی ہے - اور پانی بڑے سہولیت سے مختلف نہروں میں تقسیم کردیا جاتا ہے - ان جھالوں کی بدولت کاشتکاروں کو جو پہلے زمین کی آبپاشی میں دقت پیش آتی تھی وہ رفع ہوگئی ہے —

وجہ بحری کی مشہور نہریں یہ ہیں :—

مدیریۃ البحیرہ کی نہر جس کو ایام غربی کہتے ہیں جسکا منبع قناطر خیریہ میں دریائے نیل کے بائیں جانب ہے - اس سے مدیریت مذکور میں آبپاشی ہوتی ہے - ایام المنوفیہ یا ایام وسطانی جسکا دہانہ قناطر خیریہ کے بیچ میں ہے - اور مدیریت منوفیہ اور مدیریت غربیہ اس سے سیراب ہوتی ہیں - ریاایام توفیقی یا ایام شرقی جس کا منبع قناطر خیریہ کے داہنے جانب ہے اور مدیریت شرقیہ اور

مدیریت دقہلیہ کی زمین اس سے سیراب ہوتی ہے۔

مدیریات قلیوبیہ وشرقیہ ودقہلیہ کی آبپاشی

یہ تینوں مدیریات "فرع دمیاط" کے شرق میں واقع ہیں۔ موسم گرما میں مندرجہ ذیل نہریں انکو شاداب کرتی ہیں :۔

اوّل۔ ریاح توفیقی۔ اس نہر سے وہ تمام نہریں نکلی ہیں جو مدیریہ شرقیہ اور دقہلیہ کو پانی پہونچاتی ہیں۔ قناطر خیریہ سے نکلکر یہ نہر دریائے نیل کے قریب اور متوازی مقام بنہا تک چلی گئی ہے۔ اور پھر یہاں سے میت غمر کے سامنے تک اسکا نام ترعۃ الساحل ہے۔ اور میت غمر سے منصورہ تک ترعۃ المنصوریہ اسکا نام ہے۔ اس نہر کی بڑی بڑی شاخیں یہ ہیں۔ بحر مویس (جو زقازیق کے بیچ سے ہوکر گذرتی ہے) بحر صفط۔ ابو ہیبہ۔ بحر ام سلمی (جسکا نام بعد میں بحر طناح ہوا) بحر صغیر جس کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہ خود ریاح توفیقی کا ایک حصہ ہے۔ یہ سب شاخیں نہر مذکور سے نکلکر بحیرۃ المنزلہ میں گر گئی ہیں۔

دوئم ترعۃ الاسمٰعیلیۃ۔ یہ نہر ولایت سویس میں میٹھا پانی پہونچاتی ہے۔ اس کا منبع دریائے نیل میں شبری الخیمہ کے پاس ہے پہلے یہ التل الکبیر سے گذرتی ہوئی جب یہ اسمعیلیہ میں پہونچتی ہے تو اس کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں۔ ایک شاخ تو سویس کی طرف گئی ہے جہاں اس کو نہر سویس اور ریلوے لائین کے درمیان سے گذرنا پڑتا ہے اور آخر کار بحر قلزم میں گر جاتی ہے۔ دوسری پورٹ سعید کی طرف بحیرہ منزلہ کے ایک حصہ کو اپنی گذرگاہ سے طے کرتی ہوئی بحیرہ روم میں جا گرتی ہے۔

سوئم۔ ترعۃ شرقاویہ۔ اس کا منبع بھی شبری الخیمہ کے پاس نہر اسمعیلیہ کے منبع سے دو کیلومیٹر شمال کو واقع ہے اس نہر کا نام مصرف ابو الاخضر بھی ہے

وہ مدیریہ قلیوبیہ اور مدیریہ شرقیہ کو سیراب کرتی ہوئی بحیرۃ المنزلہ میں گر گئی ہے۔

چہارم۔ باسوسیہ۔ مدیریہ شرقیہ کے جنوبی حصے کو سیراب کرتی ہے۔ اسکا منبع شرقاویہ کے منبع کے پاس ہے۔ اس سے مندرجہ ذیل شاخیں نکلی ہیں۔

قرطاسیہ۔ قلقلہ۔ ان دونوں سے ملکر وہ نہر (مصرف السموم) بنی ہے جو ازالۂ شوریت اراضی+ کے کام آتی ہے۔ اور مدیریت قلیوبیہ اور مدیریت شرقیہ کی زمینوں کو سیراب کرتی ہے۔ نام اس کا بحر فاقوس ہے یہ بحر سویس کے آمنے سامنے واقع ہے۔

پنجم۔ الخلیلی۔ ترعۃ شرقاویہ سے نکلتی ہے اور مینا القمح کے پاس بحر فاقوس کے متوازی ہو کر بہتی ہے۔

منوفیہ اور غربیہ کی آبپاشی کا بیان

یہ دونو مدیریتین نیل کے ڈیلٹا کی دونوں شاخوں کے درمیان واقع ہیں۔ ان کو سیراب کرنے والی نہروں میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں:۔

ریاح المنوفیہ۔ اس کا منبع جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ قناطر خیریہ کے پاس ہے۔ اور اس سے اکثر شاخیں برآمد ہوتی ہیں جنمیں سب سے بڑی ترعۃ باجوریہ اور بحر شبین ہیں۔

ترعۃ باجوریہ۔ در اصل خود نہر مذکور ہی کا امتداد ہے۔ اس سے کفر الزیات کے شمال میں دو اور شاخیں بحر تشرت اور بحر القضابہ نکلی ہیں۔

بحر شبین۔ نہر مذکور سے العزیزین کے پاس قناطر خیریہ سے بیس کیلومیٹر

+ جب اراضیاں ہمیشہ پانی اور دلدل میں غرق رہیں اور ان میں شوریت پیدا ہو جائے ان میں پانی کھود شوریت ان سے نکالی جاتی ہے تب یہ قابل کاشت ہوتی ہیں۔

کے فاصلے پر برآمد ہوتی ہے۔ اور شبین الکوم۔ برکۃ السبع جعفریہ۔ سنطہ اور المحلہ الکبرے کے پاس سے ہوتی ہوئی بحیرہ برلس اور شاخ دمیاط کے درمیان بحر روم میں گر جاتی ہے۔ اس سے جو بڑی بڑی شاخیں نکلی ہیں وہ یہ ہیں:۔ بحر سیف۔ جعفریہ (جو طنطا تک گئی ہے جعفر سبطاس (محلہ روح تک گئی ہے) محلہ کبرے کے پاس نکلی ہے)۔ بحر تیرہ (بیلہ سے ہو کر گذرتی ہے) بحر بلقاس (بلقاس سے ہو کر گذرتی ہے)۔

یہ سب نہریں مختلف شاخوں میں منقسم ہو کر آخر کار بحیرہ برلس میں گر جاتی ہیں بعض شاخیں ازالۂ شوریت کا کام بھی دیتی ہیں۔

نہر مذکور کے پاس سے مدیریہ منوفیہ میں لغاعیہ۔ سرساویہ اور فرعونیہ نہریں نکلتی ہیں۔

دریائے نیل سے ایک اور نہر مدیریۃ غربیہ کے قریب نکلی ہے۔ اس کا نام بحر صعیدی ہے منبع اس کا دسوق کے پاس شاخ رشید میں ہے یہ بحیرۂ برلس میں گرتی ہے۔ علاوہ اس کے دو نہریں اور ہیں جنکا منبع شاخ دمیاط کے وائیں ساحل پر بنہا کے سامنے ہے۔ نہر الساحل دریائے نیل کے پاس پاس اور متوازی شمال کی طرف جاتی ہے۔ اور پھر دمیاط کے پاس اس دریا میں گر جاتی ہے۔ نہر خضراویہ مقام زفتی کے پاس نہر الساحل کے سامنے آجاتی ہے۔

مدیریت البحیرہ کی آبپاشی کا بیان

یہ مدیریت شاخ رشید کے مغرب میں واقع ہے۔ اس کو تین بڑی نہریں سیراب کرتی ہیں جن میں سے ایک "رباح غربی" یا رباح بحیرہ ہے اس کا منبع قناطر خیریہ کے پاس ہے۔ اور شاخ رشید اور صحرائے لیبیا کے درمیان ایک تنگ قطعہ زمین سے گذرتی ہوئی نہر خطاطبہ سے ملجاتی ہے۔

نہر خطاطبہ قناطر خیریہ سے پچاس کیلو میٹر کے فاصلے پر دریا سے برآمد ہوتی ہے

پھر نہر الغربی سے ملکر دریائے نیل کے متوازی شبراخیت تک چلی گئی ہے یہاں سے مغرب کو مڑتی ہے۔ اور دمنہور ہوتی ہوئی شہر محمودیہ کے سامنے پہونچ گئی ہے۔ نہر خطاطبہ کے منبع کے پاس پانی کو اوپر اوٹھانے والی نہایت بھاری چرخیاں لگی ہیں جو نہروں کے خشک ہو جانے کے زمانے میں کام آتی ہیں۔

محمودیہ نہر محمد علی پاشا مرحوم کے عہد میں اس غرض سے کھودی گئی تھی کہ شہر اسکندریہ میں شیریں پانی بہم پہنچایا جائے۔ اس کا منبع شاخ رشید کے موڑ پر رشید سے (۳۵) کیلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ وہ کچھ دور تک تو دریائے نیل پر گویا عمود بناتی ہوئی بہتی ہے۔ پھر دمنہور کے شمال میں خطاطبہ کے سامنے آگئی ہے۔ اور اسکندریہ کے پاس بحر روم میں گر جاتی ہے۔ اس نہر میں بھی خطاطبہ کی طرح مشین کے ذریعے دریا کا پانی اوپر کھینچ کر پہونچایا جاتا ہے۔

دوسرے درجہ کی بڑی نہریں مدیریۃ البحیرۃ میں یہ ہیں:۔

نہر حاجر۔ نہر ابو دیاب (یہ دونو بحیرے مریوط میں گرتی ہیں) نوباریہ۔ اس کا پانی جو آبپاشی سے بچ رہتا ہے صحرائے اعظم میں کام آتا ہے۔

مصر کے موسموں کا بیان

مصر کا موسم عموماً بارہ مہینے نہایت معتدل رہتا ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ اول تو یہ کہ یہاں بارش بہت کم ہوتی ہے اور اس لئے ہمیشہ مطلع صاف رہتا ہے۔ دوسرے یہ سرزمین گو منطقہ حارہ سے قریب ہے لیکن آتشفشاں پہاڑوں۔ آندھیوں۔ بگولوں اور زلزلوں سے محفوظ ہے۔ تیسرے یہ کہ محل وقوع اس ملک کا دو بڑے سمندروں بحر روم اور بحر قلزم کے درمیان ہے مزید براں خود ملک کے اندر دریائے نیل بہتا ہے جس سے زمین کی حرارت

ہمیشہ ایک مناسب حالت پر رہتی ہے۔
گرمی کے موسم میں اس مُلک کے باشندوں کو تپش کی شکایت نہیں ہوتی کیونکہ دن کے وقت اگرچہ بڑی گرمی ہوتی ہے لیکن رات کیوقت شمال و مغرب کی ہواؤں کے نرم جھونکے چلکر جو کو تر و تازہ کرتے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ساحل سمندر اور ساحل نیل کے قرب سے بھی دن کی حرارت معتدل رہتی ہے۔ البتہ ان ساحلوں سے فاصلے پر یہ حرارت نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔
جاڑوں کے موسم میں بھی آب و ہوا معتدل ہوتی ہے چنانچہ اسی وجہ سے اس موسم میں غیر مُلک کے چار اطراف عالم سے لوگ یہاں آتے ہیں✝ تاکہ وہاں چند مہینے گذاریں اور وہاں کی خوشگوار ہوا سے فائدہ اُٹھائیں اور اس موقع پر یہاں کی پرانی عمارتوں کی بھی جو فراعنہ مصر اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں سیر کریں۔
فی الجملہ مصر کی ولایات کا موسم مختلف جہات کے لحاظ سے ہر مزاج کیموافق واقع ہوا ہے۔ پس ہر شخص کو لازم ہے کہ اس نواح کا رہنا اختیار کرے جہاں کی آب و ہوا اس کے موافق ہو مثلاً جاڑوں میں صعید کا رہنا اختیار کرے۔ کیونکہ وہاں پالا نہیں پڑتا۔ گرمیوں میں ساحل سمندر کے قریب رہے تاکہ نسیم تازہ کے جھونکوں سے اس کا دماغ تر و تازہ رہے۔

فصل دویم

مصر کا پولیٹیکل جغرافیہ

✝ ہزارہا یورپ اور امریکہ کے دولتمند لوگ اپنے ملکوں کی سخت جاڑوں سے بھاگ کر مصر کے نہایت معتدل موسم سرما کا لطف اُٹھانے کے لئے ہر سال مصر میں تفریحاً آتے ہیں۔

انتظامی تقسیم

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ زمین کی نیچرل حالت اور وسائل آبپاشی کے لحاظ سے وادی نیل کے دو حصے ہیں۔ 'وجہ بحری' اور 'وجہ قبلی'۔

انتظام ملک کے لحاظ سے یہ دونوں حصے متعدد محافظات اور مدیریات پر منقسم ہے۔ محافظہ سے مراد وہ شہر اور اُس کے مضافات ہیں جن کا انتظام اُس افسر کے سپرد ہوتا ہے جسے محافظ کہتے ہیں باستثناے محافظۂ مصر کے جو اندرون ملک میں داخل ہے باقی کل محافظات مصر کی یا تو ساحل پر واقع ہیں یا ساحل سے بہت قریب واقع ہیں۔

مدیریت سے مراد وہ محدود زراعتی ولایت ہے جس کا انتظام اُس افسر کے متعلق ہوتا ہے جسے مدیر کہتے ہیں۔ ہر مدیریت کے کئی حصے ہوتے ہیں جنکو "مرکز" کہتے ہیں۔

"مرکز" مدیریہ کا جزو ہوتا ہے۔ اور اس کے حاکم کو "مامور المرکز" کہتے ہیں۔ مرکز میں جو قصبے ہوتے ہیں وہ 'بندر' یا 'ناحیہ' کہلاتے ہیں۔ پھر ہر ناحیہ میں گانون ہوتے ہیں جنکو کفور۔ عزب۔ کیمان۔ جزائر۔ نزلات۔ نجوع وغیرہ مختلف نام ہوتے ہیں۔ پھر زراعتی علاقے ہوتے ہیں جنکے مختلف نام ابعادیہ۔ تفتیش۔ چفلک† ہیں۔

بندر سے مراد وہ ناحیہ ہے جہاں تجارت کی منڈی یا منڈیاں ہوتی ہیں اور "مرکز" کا دفتر صدر اکثر یہیں ہوتا ہے۔

ناحیہ سے مراد وہ گانوں ہے جو 'مرکز' کے ماتحت ہوتا ہے اور اس کا علاقہ محدود ہے کبھی کبھی اِن کے متعلق عزب۔ اباعد۔ کفور وغیرہ علاقے ہوتے ہیں کفر سے مراد وہ علاقہ ہے جو کسی ناحیہ سے جدا کر لیا جاتا ہے۔ اور اسی ناحیہ کے نام پر اس کا نام رکھا جاتا ہے۔ اکثر مشہور ناحیہ اس قسم کے علاقے رکھتے ہیں

† ترکی لفظ چفتلک کھیت یا فارم کے معنی رکھتا ہے جسے چفلک بنا لیا گیا ہے۔

عزبہ وہ مقام ہے جو کسی مزروعہ اراضی (متعلقہ ناحیہ) کے وسط میں چند زمیندار آباد کر لیتے ہیں۔ یہ مقام اپنے مالک کے نام پر مشہور ہو جاتا ہے۔ اور پھر کچھ مدت گذرنے اور باشندوں کے زیادہ ہونے سے ناحیہ بنجاتا ہے۔

مجمع یا نزلہ کا اطلاق ان چند زمینوں پر ہوتا ہے جو عرب مزارعین سے آباد ہیں۔ ابعادیہ وہ زمین ہے جو کسی ناحیہ کے متعلق ہوتی ہے اور مالک اس کا باشندگان ناحیہ کے ذریعے اس کی کاشت کرتا ہے یا اپنے واقفکاروں کو اجرت پر دیتا ہے۔ اس قسم کی زمین کا نام بھی اکثر مالک کے ہی نام پر مشہور ہوتا ہے۔ تفتیش سے مراد وہ حلقۂ زراعت ہے جس کے متعلق کئی ناحیہ ہوتے ہیں یہ حلقۂ زراعت یا تو سرکاری ہوتا ہے یا کسی بڑے زمیندار کی ملکیت ہوتا ہے اس کے متعلق "عزب" اور "ابا عد" بھی ہوتے ہیں۔

چفلک وہ وسیع اور مزروعہ زمین ہے جس کے متعلق کئی ناحیہ ہوتے ہیں۔ اور خاندان خدیو کے کسی ممبر یا کسی مشہور رئیس کی ملکیت ہوتی ہے۔ باشندگان ملک اس کے کسی حصے کے مالک نہیں ہوتے البتہ مزارع یا مستاجر یا صانع کی حیثیت سے وہاں کام کرسکتے ہیں۔

فرع اوّل

محافظات مصر کا بیان

مصر میں آٹھ محافظات ہیں جن میں سے ایک نیل پر ہے کہ جس کو محافظۃ القاہرہ کہتے ہیں۔ چار بحیرہ روم پر ہیں:۔

اسکندریہ۔ دمیاط۔ محوم القتال (جو پورٹ سعید اور اسمعیلیہ سے مرکب ہے) اور عریش۔ تین بحیرہ قلزم پر ہیں:۔

سوئیس۔قصیر۔اور محافظ سواحل البحر الاحمر جس کا صدر مقام سواکن (واقع بلاد نوبہ) ہے۔

محافظہ مصر

مصر جس کو قاہرہ یا محروسہ بھی کہتے ہیں ملک مصر کا اور براعظم افریقہ کا سب سے بڑا شہر ہے اور دریائے نیل کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ مصر کا دارالسلطنت یہی شہر ہے کیونکہ یہاں خدیو معظم رہتے ہیں اور کل وزارتیں اور دفاتر یہاں موجود ہیں۔ اس شہر کے باشندوں کی تعداد اندازاً ۴ لاکھ ہے ان میں ملکی اور اجنبی دونو شامل ہیں۔

سنہ ۳۵۹ھ (مطابق سنہ ۹۶۹ء) میں جزیرہ سسلی کے ایک شخص جوہر الصقلی نے جو مصر کے پہلے خلیفہ سلطان ابو تمیم معد الملقب بہ المعز لدین اللہ العبیدی کا سپہ سالار تھا۔ قاہرہ کی بنیاد ڈالی تھی۔ اسی نے یہاں اس سال مسجد ازہر کی تعمیر شروع کرائی تھی۔ جو مصر کی پہلی جامع مسجد ہے۔ اور اس زمانے میں اس مسجد کے طلبہ علاوہ علوم عقلی و نقلی کے ریاضی۔ طب۔ ہئیت۔ تقویم البلدان اور فلسفہ اسلامیہ بھی پڑھتے تھے۔ جب اس کی شہرت پھیل گئی تو دور دراز مقامات سے یہاں طلبہ آنے لگے۔ اور پڑھ لکھکر دنیا کے مشہور ادیب۔ حکیم۔ اور شاعر ہوئے یہ جامع اب تک مشرقی اور اسلامی علوم و فنون کا منبع اور مرجع ہے۔ خاصکر دینی اور لغوی علوم میں تو اسے دنیا بھر میں شہرت حاصل[1] ہے۔

قاہرہ میں سادات اہل بیت کے چند مقبرے اور مزار بھی ہیں۔ جن میں سے

---

[1] میں نے سنہ ۱۹۰۹ء کے آخر میں اس مسجد کو دیکھا تھا۔ یہ ابتک بلاد افریقہ۔ عرب۔ شام اور مصر کی تعلیم دینی کا اعلےٰ مرکز ہے اور ہزاروں طالب علم ہر رنگ اور قوم کے الف با سے لیکر انتہائے علوم عربیہ تک اسمیں ہر روز پڑھتے ہیں۔ اس کا منتظم شیخ الازہر ہوتا ہے جس کو حکومت مصر کے سامنے بڑی عزت حاصل ہوتی رہی۔

زیادہ مشہور امام حسین بن علیؓ بن ابی طالبؓ کا مزار ہے۔ حضرت عمرو بن العاص فاتح مصر المتوفی ۴۳ھ کا اور نیز اور صحابہ کرام اور آئمہ عظام اور بہت سے علماء و فضلا کے مزار بھی یہاں ہیں۔ امام شافعیؒ المتوفی ۲۰۴ھ بھی اسی شہر میں مدفون ہیں۔

قاہرہ میں کئی عظیم الشان اور آباد مسجدیں ہیں جن میں سے بعض اہل عرب کی صنعت کا اعلیٰ نمونہ ہیں اور اس قدر مشہور ہیں کہ متقدمین کی بے نظیر یادگار خیال کی جاتی ہیں۔ مثلاً جامع سلطان حسن۔ جامع محمد علی پاشا۔ جامع برقوق جامع قلاوون۔ جامع الغوری۔ جامع قائتبائی وغیرہ۔ قاہرہ کی قابل دید عمارت قلعۃ الجبل بھی ہے جسے دولت ایوبیہ کے پہلے بادشاہ صلاح الدین یوسف بن ایوب کے حکم سے اُس کے وزیر بہاء الدین قرہ قوش اسدی نے تعمیر کرایا تھا۔ اور اسمیں ایک عجیب و غریب شکل کا کنواں بھی بنوایا تھا جو ابتک موجود ہے اور چاہ یوسف* کہلاتا ہے۔

پہلے اس شہر کے ارد گرد بہت سے ٹیلے اور مضر صحت تالاب تھے۔ سڑکیں اس کی تنگ اور آب و ہوا ناقص تھی لیکن جب سے خدیو محمد علی پاشا کے خاندان میں اس کا انتظام آیا ہے یہ تمام شکایتیں رفع ہو گئی ہیں۔ شہر کے گرد کھیت سیرگاہیں اور باغات ہیں جن کی وجہ سے یہاں کی ہوا صاف رہتی ہے۔ اور موسم سرد رہتا ہے اور علاقہ بہت وسیع ہو گیا ہے یہاں تک کہ جو محلے پہلے بالکل ویران تھے جیسے اسمٰعیلیہ۔ توفیقیہ۔ ازبکیہ۔ فجالہ۔ الظاہر۔ عباسیہ۔ مطریہ اب وہاں عالیشان مکان۔ سر سبز باغ۔ پُر فضا میدان قائم ہو گئے ہیں

* یہ کنواں چونکہ قلعہ کے اندر پہاڑ کی چوٹی پر کھودا گیا ہے بہت گہرا ہے۔ اور اس کے اندر اترنے کے لئے اس کے گرد سیڑھیاں ہیں۔ عرب موم بتیاں روشن کر کے سیاحوں کو اس کے اندر لیجاتے ہیں چنانچہ میں بھی اس میں اترا تھا اور بہت تھک گیا تھا۔ اس بات کی کوئی وجہ معلوم نہ ہوئی کہ اس کا نام چاہ یوسف کیوں ہے۔ کیونکہ حضرت یوسف سے اسے کچھ تعلق نہیں ۱۲

جو حسن ترتیب اور خوبی انداز کے لحاظ سے اس شہر کو یوروپ کے بڑے بڑے شہروں کا مدمقابل بتاتے ہیں۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس کے اکثر گھروں میں پائین باغ موجود ہیں وہ یوروپ کے شہروں پر بھی فوق لے گیا ہے۔ علاوہ بریں قاہرہ کی بڑی سڑکوں پر گیس کی اور بعض بڑی سڑکوں پر بجلی کی روشنی ہوتی ہے۔ اور جگہ جگہ برقی ٹرمیوی جاری ہے۔

قاہرہ میں ہر قسم کے اعلےٰ مدرسے موجود ہیں۔ ایک انجینرنگ کالج ہے۔ ایک لا کالج ہے۔ دو ٹریننگ کالج مدرسۂ توفیقیہ اور مدرسۂ خدیویہ ہیں۔ بہت سے پرائمری اور ہائی سکول ہیں۔ بہت سے دیسی مکتب ہیں۔ شفا خانے دوا خانے نکار خانے۔ اور بیتلی گھر ہیں جن کے حدو حساب کی اس مختصر کتاب میں گنجایش نہیں۔

وجہ تسمیہ اس شہر کی یہ ہے کہ جب جوہر نے اس کی تعمیر کا ارادہ کیا تو مصر کے نجومیوں کو جمع کیا اور انھیں حکم دیا کہ اس کام کی ابتدا کے لئے کوئی طالع سعید دریافت کرو تاکہ ہمارا بادشاہ اور اس کی اولاد یہاں مدام حکمراں رہے۔ ان لوگوں نے اس مقام میں جہاںکہ یہ شہر تعمیر ہونا تھا رصدگاہ تک لکڑی کے ستون استادہ کرلئے۔ اور انپر رسیاں ڈال کر گھنٹیاں ڈلوادیں اور معماروں کو ہدایت کی کہ جسوقت یہ رسّی ہلے اسیوقت شہر کی نیو ڈالدو۔ ابھی نجومیوں نے کوئی طالع سعید دریافت نہیں کیا تھا کہ اتفاق سے ایک کوّا رسّی پر جا بیٹھا اس کے بیٹھنے سے رسّی ہلی معماروں نے خیال کیا کہ منجموں نے رسی ہلائی ہوگی۔ اور فوراً شہر کی بنیاد رکھدی۔ حسن اتفاق سے اسی وقت منجم چلائے کہ ستارہ قاہر (مریخ) برج طالع میں آیا ہوا ہے۔ چنانچہ اسی

* قاہرہ کو افریقہ کا پیرس بھی کہتے ہیں۔ اور افریقہ کا پیرس بنانے کے لئے خدیو اسمٰعیل نے اس شہر پر بے شمار روپیہ خرچ کیا ہے اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اب یہ شہر خصوصاً اس کا یوروپین حصہ بالکل پیرس سے لگتا ہے۱۲۔

ستارے کے نام سے شہر کا نام بھی القاہرہ رکھا گیا۔ اور اہل یورپ اپنے لہجے میں اسے کیرو (   ) کہتے ہیں۔

شہر قاہرہ کے مضافات سے بولاق بھی ہے جو کہ دریائے نیل کے شرقی ساحل پر واقع ہے اور ساحل مذکور کا لنگر گاہ خیال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں ارض صعید سے ہر قسم کے سامان سے بھرے ہوئے جہاز آتے رہتے ہیں بولاق میں سرکاری بڑا مطبع بھی ہے۔ اور بہت سے تیلی گھر۔ کارخانے اور پتھر کے کوئلے کے اور ٹریموے اور پانی کے۔ اور ہیزم رومی کے اور گیس کے ذخیرے اور عمارت کے کام آنیوالی لکڑیوں کے گودام موجود ہیں۔ اس کے سامنے دریائے نیل کے بائیں ساحل پر وہ قطعۂ زمین واقع ہے جو الجزیرہ کہلاتی ہے اور دریائے نیل اور اس کی ایک چھوٹی شاخ "بحر الاعمیٰ" سے جو موسم گرما میں خشک ہوجاتی ہے محصور ہے۔ الجزیرہ اور القاہرہ کے درمیان ایک لمبا پل بنا ہوا ہے جو کوبری قصر النیل (قصر النیل کا پل) کہلاتا ہے۔

مضافات قاہرہ میں مصر العتیقہ بھی ہے جو پہلے فاطمیوں کے داخل مصر ہونے کے زمانے میں فسطاط کہلاتا تھا۔ یہ شہر دریائے نیل کے مشرقی ساحل پر واقع ہے اور مسلمانوں کے آباد کرنے سے پیشتر ساحل دریا اور جبل مقطم کے درمیان ایک میدان تھا جس میں سوائے ایک قدیم قلعے کے جو قصر الشمع کہلاتا ہے اور فسطاط کے نام سے بھی مشہور ہے اور کچھ باقی نہیں اس شہر کا نام فسطاط اس لئے ہوا کہ حضرت عمرو بن العاص اور ان کے ہمراہی جب اس قلعے کے پاس وارد ہوئے تو یہاں کچھ دیر قیام کیا۔ پھر آپ نے اسکندریہ پر چڑھائی کا حکم دیا اور حکم دیا کہ انکا فسطاط (خیمہ) اکھاڑ لیا جائے جب لوگ اس خیمے کے اتارنے پر آمادہ ہوئے تو اتفاق سے ان کی نظر خیمے کے اس حصے پر گئی جہاں کسی کبوتری نے بچے دئے تھے۔ حضرت عمرو نے کہا

خدا کی قسم میں اپنے مہمان کے ساتھ برا سلوک نہ کروں گا جب تک کہ میں اسکندریہ کی مہم سے واپس نہ آؤں۔ اس کو یہیں کھڑا رہنے دو۔ اس کے بعد مسلمان اسکندریہ پر حملہ آور ہوئے اور اس کو فتح کرنے کے بعد قلعہ مذکور کو واپس آئے اور یہاں اپنے اپنے گھر بنا کر آباد ہو گئے۔ حضرت عمروؓ نے یہاں ایک مسجد تعمیر کی جو اب تک جامع عمروؓ کے نام سے مشہور ہے۔ اور سب سے پہلی مسجد ہے جو ملک مصر کو فتح کر کے مسلمانوں نے یہاں تعمیر کی۔ ہر سال یہاں جمعۃ الوداع کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ جب شہر فسطاط تعمیر ہو چکا اور حضرت عمروؓ نے دارالامارۃ اسکندریہ سے یہاں منتقل کیا تو اہل مصر یہاں جوق جوق آئے اور آباد ہو گئے۔ اور شہر نہایت آباد اور دولتمند ہو گیا اور جب تک کہ شہر قاہرہ آباد نہیں ہوا یہ اسی طرح آباد رہا۔ اب بھی باوجود قاہرہ کے آباد ہونے کے اس میں عمدہ عمارات۔ باغات اور لب ساحل محلات استادہ ہیں جہاں بالخصوص طغیانی نیل کے زمانے میں بعض امراء مصر آ کر رہائش پذیر ہوا کرتے ہیں۔

یہ مقام بھی بولاق کی طرح صعید سے مال لانے والے جہازوں کا لنگرگاہ ہے۔

قاہرہ کے مضافات میں حلوان بھی ہے۔ یہاں کی معتدل آب و ہوا اور یہاں کے گرم چشمے (گندھک کے چشمے) جن سے جلد کی اکثر بیماریوں کو شفا ہوتی ہے مشہور ہیں۔

اس کے علاوہ "القبہ" ہے جہاں کہ خدیو معظم کا محل واقع ہے۔ "عباسیہ" ہے جہاں رصدگاہ۔ اور فوجی بارکیں ہیں۔ یہ دونوں مضافات خشک اور صحت بخش آب و ہوا کے لئے مشہور ہیں۔

شہر قاہرہ گیارہ بڑے بڑے محلوں پر منقسم ہے۔ جو حسب ذیل ہیں۔ ازبکیہ۔ باب الشعریہ۔ الجمالیہ۔ الدرب الاحمر۔ الموسکی۔ عابدین۔ الخلیفہ۔ السیدہ زینب (موضع حلوان اسی کے متعلق ہے) بولاق۔ مصر العتیقہ۔ اور وایلی (القبہ اور عباسیہ اس کے متعلق ہیں۔)

محافظت اسکندریہ

قاہرہ کے بعد سکندریہ مصر کا سب سے بڑا شہر ہے اور بحیرہ روم کے عالیشان بندرگاہوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مصر کی پیداوار اکثر اسی شہر سے باہر کو جاتی ہے اور غیر ملکوں کا مال اسی شہر سے ملک میں آتا ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ اول جس شخص نے اس شہر کی نیو ڈالی اور پیمایش کی وہ اسکندر اعظم شاہ مقدونیا تھا جس نے ایران کے بعد مصر کو فتح کر کے سنہ ۹۵۴ قبل الہجرۃ (۳۳۲ قبل از مسیح) ایسا کیا تھا۔ اسکندر اعظم نے بحیرہ مریوط اور بحیرہ روم کے درمیان کی خاکنائے کو اس شہر کے محل وقوع کے واسطے پسند کیا۔ اور چونکہ موقع و محل کے لحاظ سے اسکو عمدہ پایا اس لئے لوگ بکثرت یہاں آباد ہو گئے اور رفتہ رفتہ یہ شہر مشرق و مغرب کا تجارت گاہ بن گیا۔ ملوک بطالسہ کے عہد میں یہ شہر علم و حکمت کا سرچشمہ تھا۔ یہاں بطلیموس بن لاغوس نے وہ مشہور مدرسہ تعمیر کیا تھا جس میں یونان وغیرہ ملکوں کے بڑے بڑے عالم علم الٰہی فلسفہ۔ ریاضی۔ علم الطبیعات۔ اور طبابت۔ سیکھنے آتے تھے اس مدرسہ کی بدولت بے شمار علماء اور فضلا پیدا ہوئے۔ بطلیموس نے اسکندریہ میں ایک کتب خانہ بھی قایم کیا تھا اور نہایت نفیس نفیس کتابیں جنکو قدما اپنا خزانہ سمجھتے تھے جمع کیں اور بے شمار کاپی نویس مصحح۔ جلد ساز۔ ملمع ساز یہاں ملازم رکھے تھے۔ یہ کتب خانہ رومن امپائر کی ایک شہنشاہ جولی قیصر کے زمانے میں جلا دیا گیا۔

امیر المومنین حضرت عمرؓ کے زمانے میں جیسا کہ بعض مورخین کا غلط گمان ہے نہیں جلایا گیا۔ اسی شہر اسکندریہ میں ستر یہودی عالموں نے توریت مقدس کا ترجمہ عبرانی سے یونانی میں کیا تھا۔

شہر کے پرانے آثار میں ایک سنگ خارا کا مینار ہے جو عامود السواری

کے نام سے مشہور ہے۔ اور (۸۸) قدم اونچا ہے[1] دو اور نہایت مضبوط مینار بھی یہاں تھے جن میں سے ایک لندن کو بھیجدیا گیا ہے۔ اور دوسرا نیویارک کو حضرت دانیال نبیؑ اسی شہر میں مدفون ہیں۔ لنگرگاہ کے پاس ایک عظیم الشان چراغ بحری ہے جو رات کیوقت جہازوں کو رہنمائی کرتا ہے۔

اسکندریہ میں اب بھی وہی رونق ہے جو قدیم زمانے میں اُسے حاصل تھی۔ اب بھی وہ اسیطرح مشرق اور مغرب کی قدرتی اور مصنوعی اشیا کا گھر ہے اور تمام دنیا کی تجارتی منڈی ہے۔ اس کے دو بندرگاہ ہیں ایک مشرق میں جو "المینا الجدید" کہلاتا ہے اور دوسرا مغرب میں جو "المینا القدیمہ" کہلاتا ہے خود شہر میں ایسی بلند عمارات اور خوشنما محل ہیں کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں میں ان سے چکاچوند ہوتی ہے[1] جیسے محل راس التین العامرۃ۔ محل الرمل۔ محل المنتزہ محل المحکمۃ المختلطہ۔ میونسپلٹی شہر۔ صرافہ۔ عمارت۔ سونفراتو وغیرہ[2]۔ اسکندریہ کی سب سے بڑی سیرگاہ الرمل ہے جہاں کہ بالخصوص موسم گرما میں بڑی کثرت سے لوگ سیر کو آتے ہیں کیونکہ یہاں کی آب وہوا عمدہ ہے۔ اسی مقام کے پاس ضلع "محمودیہ" واقع ہے۔ اسکندریہ میں ایک سرکاری سکول اور ایک ہائی سکول اور بے شمار غیر قوموں کے مدرسے ہیں جہاں علوم اور لغات کی تعلیم ہوتی ہے علاوہ ازیں کئی شفاخانے۔ دوائی خانے تجارت کی کوٹھیاں ایک عالیشان

[1] یہ ایک ہی پتھر کا مینار یا اوبے لسک ہے مصر کا مشہور پیل وار مینار ہے جو اسکندریہ میں سمندر کے کنارے پر کھڑا ہے۔ اور میں نے اسے بھی اپنی آنکھ سے دیکھا ہے ۱۲۔

[1] یہاں کی کئی عالیشان عمارتیں یورپ کے اکثر شہروں کی عمارات کو شرماتی ہیں۔ اور وسیع بازار حیران کر دیتے ہیں ۱۲ [2] افسوس ہے کہ مصنف نے شہر کے سب سے بڑے اور نہایت[3] چوک کو یاد نہیں کیا جو اسکندریہ کی ناک ہے۔ اسکا نام "منشیہ" ہے اور اسی کے وسط میں خدیو اول محمد علی پاشا کا رویئن اسپ سوار بت نصب ہے۔ خدیو مرحوم کے سر پر عمامہ بندھا ہوا ہے اور اوس کی صورت سے ابتک شہامت ٹپکتی ہے ۱۲

پتلی گھر۔ روئی کے بیج اور صابن اور دیا سلائی وغیرہ مختلف صنعتوں کے کارخانے ہیں۔
محافظت اسکندریہ کے سات حصے یا بڑے محلے ہیں:۔
الرمل۔ الجمرک۔ العطارین۔ اللبان۔ مینا البصل۔ محرم بک۔ منشیہ آبادی یہاں کی ڈھائی لاکھ ہے۔

(محافظہ دمیاط)

دمیاط دریائے نیل کے مشرقی ساحل پر بحر روم سے دس کیلو میٹر کے فاصلے پر ایک بندرگاہ ہے۔ اس بندرگاہ تک بڑے بڑے جہاز نہیں آسکتے کیونکہ اس کے لنگرگاہ میں پانی گہرا کم ہے۔ تاہم باوجود اس کے کہ دمیاط کے تعلقات تجارت بادبانی جہازوں کے ذریعے۔ اہل شام۔ اہل ایشیا کوچک اور یونان کے ساتھ قایم ہیں ان ملکوں کو وہ چانول۔ نمک خشک۔ مچھلی اور بطروح جو بحیرہ منزلہ سے برآمد ہوتی ہے بھیجتا رہتا ہے۔ گو کہ اسکندریہ کی تجارتی ترقی نے اسے ماند کر دیا ہے۔ دہانہ دریا کے قریب جہازوں کی رہنمائی کے لئے اس شہر میں ایک چراغ بحری بھی ہے۔ اس کے سامنے مغربی ساحل پر "رأس البر" نام ایک راس ہے جو سمندر کے اور ساحل نیل کے درمیان واقع ہے۔ سمندر کی ہوا چونکہ گرمی کے موسم میں صاف ہوتی ہے اس لئے تبدیل آب وہوا اور سیر و تفریح کے لئے اکثر لوگ چار اطراف عالم سے یہاں آتے ہیں۔ دمیاط ایک خاص قسم کے ریشمی کپڑے کی صنعت کے لئے مشہور ہے" جو کریشہ کہلاتا ہے۔ یہاں کے چانول بھی مشہور ہیں۔ ظروف گلی نہایت اچھے بنتے ہیں۔ چانول صاف کرنے کے پتلی گھر بھی یہاں موجود ہیں۔ اس شہر کی زیادہ مشہور مسجد "ابی المعاطی" کی مسجد ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ دوسری مسجد ہے جو اسلامی فتح کے بعد خاک مصر پر استادہ کی گئی۔ اس کا طرز عمارت جامع عمروؓ سے ملتا ہے۔ بعض کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے ہی اس کی تعمیر کا حکم دیا تھا۔ دمیاط کی آبادی (۳۵۰۰۰)

نفوس ہے۔ دفتر "المطریۃ والمنزلہ" بھی اس شہر کے متعلق ہے۔

نہر سویس کی محافظت

محافظت عموم انتقال یا نہر سویس کی محافظت دو شہروں سے مرکب ہے۔ پورٹ سعید اور اسمعیلیہ۔ پہلا شہر اس کا صدر مقام ہے۔

پورٹ سعید آبنائے سویس پر بحر روم کا ایک بندرگاہ ہے یہ شہر حال ہی کا بنا ہوا ہے۔ مرحوم محمد سعید پاشا کے عہد میں جبکہ آبنائے سویس کا کھودا جانا (۱۲۷۵ھ میں) شروع ہوا۔ یہ آباد ہوا تھا۔ آجکل یہ ملک مصر کا ایک بڑا لنگرگاہ اور سرحدی شہر اور مشہور بندرگاہ ہے۔ اس کے دو حصے ہیں ایک تو وہ جس کو "قریۃ العرب" کہتے ہیں۔ اور یہاں دیسی آباد ہیں۔ دوسرا وہ جو "حارۃ الفرنج" کہلاتا ہے یہاں غیر ملکوں کے باشندے رہتے ہیں۔ اور ان کے مکان عالی شان اور یوروپین طرز کے ہیں۔ یہاں ریل بھی آتی ہے جس کو نہر سویس کی کمپنی نے اپنے صرف سے بنایا ہے۔ میٹھا پانی اس شہر میں نہر اسمعیلیہ سے آتا ہے آبادی یہاں کی ۴۲۰۰۰ ہے۔ اور شہر میں ٹریموے جاری ہے۔ اسمعیلیہ ایک چھوٹا سا لیکن خوشنما شہر ہے۔

نہر سویس کے وسط میں بحیرۃ التمساح کے ساحل پر واقع ہے مرحوم اسمعیل پاشا نے اس کو بسایا تھا اور نہر سویز کے افتتاح کی تقریب میں اس کا نام اپنے نام پر رکھا تھا۔ یہ قصبہ ابتک اسی جگہ آباد ہے حالانکہ کسی زمانے میں موضع "التمساح" آباد تھا۔ اس کے بھی پورٹ سعید کی طرح دو حصے ہیں۔ ایک حصے میں عرب اور دوسرے حصے میں یوروپین آباد ہیں۔ درحقیقت یہ موضع اگر نہر سویز پر آباد نہ ہوتا تو اس کا کوئی ذکر تک نہ کرتا۔ اس کی آبادی صرف تین ہزار (۳۰۰۰) نفوس ہے۔

محافظۃ العریش

عریش ایک چھوٹا لیکن نہایت پرانا شہر ہے۔ آب و ہوا یہاں کی خوشگوار ہے ساحل بحر سے اس کا فاصلہ ایک کیلومیٹر ہے۔ عریش حدود مصر میں شام کی طرف واقع ہے زمین اس کی خشک ہے۔ سوائے تربا۔ انار۔ اور خربزہ۔ کے وہاں اور کچھ نہیں پیدا ہوتا۔ باشندوں کا گذارہ زیادہ تر قافلوں کی آمد ورفت پر اور والی شام کی طرف سے مال کے اونٹوں پر لانے اور لیجانے پر موقوف ہے۔ اس قصبہ کو جانے والے عموماً موضع القنطرہ سے (جو نکہ نہر سویس پر ہے) ہو کر وہاں جاتے ہیں یہ مقام عریش سے اندازاً پانچ دن کی مسافت پر واقع ہے۔ عریش کی آبادی بھی تین ہزار نفوس ہے۔

محافظۂ سویس

سویس کا بڑا شہر نہر سویس کے پھاٹک پر بحر قلزم کی جانب ایک پرانے شہر کے کھنڈرات کے قریب آباد ہے جو پہلے قلزم کہلاتا تھا۔ اور بحر القلزم کا نام اسی کے نام پر بحر القلزم ہے۔ پہلے یہاں میٹھا پانی کم میسر آتا تھا۔ اور اس لئے باشندے بھی بہت کم تھے۔ لیکن جبسے کہ نہر اسمٰعیلیہ وہاں تک ہو گئی ہے اور دریائے نیل نے حسب معمول قدیم یہاں پھر آنا شروع کر دیا ہے آبادی پہلے سے دوچند ہو گئی ہے اور اب یہاں بارہ ہزار مصری آباد ہیں۔ اس شہر کا بندرگاہ جنوب مشرق کیطرف اندازاً تین کیلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اور قدیم سے اب تک ہندوستان اور انتہائے مشرق کے تمام ملکوں کی اور مصر کی تجارت کا مرکز یہی ہے۔ خاصکر نہر سویس کے کھلجانے کے بعد سے اس مقام کی تجارت اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اسی مقام سے ہوتا ہوا محمل مصری بھی بیت اللہ شریف کو حج ادا کرنے جایا کرتا ہے۔ اسی کے قریب ایشیا میں وادی التیہ ہے جہاں

موسےٰ علیہ السلام کے مصر سے روانہ ہونے کے وقت بنی اسرائیل ایک عرصے تک سرگشت پھرتے رہتے تھے۔ اس وادی کے قریب وہ چشمے ہیں جنکا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں موجود ہے "فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا"

محافظت قصیر

قصیر بحر قلزم کے مغربی ساحل پر سویس سے پانچ سو کیلو میٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا شہر ہے پہلے چونکہ مصر سے حجاز کو جانے والے حاجی اس خیال سے کہ یہ شہر عرب کے بندرگاہوں کے قریب تھا یہیں سے گذرتے تھے اور اس لئے یہاں بڑی رونق رہتی تھی۔ لیکن آبنائے سویس کے کھلجانے سے اور نیا راستہ نکلنے سے یہ رونق اب نہیں رہی۔ تاہم یہ شہر مصر اور عرب کی تجارت کی منڈی ہے۔ یہاں کے باشندوں کو اس چشمے سے پانی میسر ہوتا ہے۔ جو یہاں سے ایک رات اور ایکدن کی مسافت پر واقع ہے۔ اس شہر سے اندازاً چار دن کے فاصلے پر اور دریائے نیل کے بائیں ساحل پر شہر "قنا" واقع ہے۔ ان دونوں میں خشکی کے ایک راستے سے جو رصفہ کہلاتا ہے سوداگروں کی آمد و رفت رہتی ہے سر راہ بہت سے کنوئیں ہیں جنسے اہل قافلہ پانی پی سکتے ہیں۔ آجکل ان دونوں شہروں کے درمیان ریل بنانے کی بھی تجویز در پیش ہے اگر یہ ریل بنگئی تو قصیر کا بندرگاہ بھی ایک با وقعت بندرگاہ ہو جائے گا آبادی یہاں کی ۳۰۰۰ تین ہزار نفوس ہے۔

سلہ پس ہم حکم کہا کہ اپنے عصا کو پتھر پر مارو۔ پس اُس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے قرآن مجید میں حضرت رب العزت کی طرف سے حضرت موسےٰ کو یہ ارشاد ہوا تھا۔

محافظت سواحل بحر قلزم

اس کا نام محافظت سواکن بھی ہے۔ سواکن جو اس محافظہ کا صدر مقام ہے بحر قلزم کا بڑا بندرگاہ اور تجارت کی منڈی اور قلعہ سے محفوظ ہے۔ اس میں داخل ہونا بسبب گھاٹیوں کے سدّ راہ ہونے کے دشوار ہے۔ سواکن دو حصوں پر منقسم ہے۔ ایک تو ساحل بحر راہی اور "قیف" کہلاتا ہے۔ دوسرا سمندر میں ایک چھوٹے سے جزیرے پر واقع ہے ان دونوں کے درمیان پانچ میٹر چوڑا اور سو میٹر لمبا ایک پل بنا ہوا ہے۔

اس بندرگاہ میں اور بندرگاہ جدہ اور بلاد سوڈان میں تجارت کے تعلقات قایم ہیں۔

اس محافظت کے ماتحت تین مہات ہیں۔ عقیق۔ طوکر۔ اور سنکات۔

آبادی سواکن کی آبادی بارہ ہزار ہے۔

فرع ثانی

مدیریات مصر

مصر میں چودہ مدیریتیں ہیں۔ جن میں سے چھ وجہ بحری میں ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ قلیوبیہ۔ شرقیہ۔ دقہلیہ (یہ تینوں فرع دمیاط کے مشرق میں واقع ہیں) منوفیہ۔ غربیہ (یہ دونوں دریائے نیل کے ڈیلٹا میں واقع ہیں) مدیریت البحیرۃ۔ (فرع رشید کے مغرب میں ہے)

آٹھ مدیریتیں وجہ قبلی میں ہیں۔ اور دریائے نیل کے دونوں طرف باستثناء الفیوم کے جو بنی سویف کے مغرب میں وادی کی طرح آباد ہے) ایک دوسرے

سے اوپر ذیل کی ترتیب سے واقع ہیں
الجزیرہ - بنی سویف - الفیوم - المینا - اسیوط - جرجا - قنا - حدود -

وجہ بحری کی مدیریات

اوّل مدیریۃ قلیوبیہ

یہ مدیریت ایک مثلث کی شکل میں واقع ہے جس کا راس جنوب میں قاہرہ کے پاس ہے - شمالی ضلع مدیریہ شرقیہ سے مشرقی ضلع صحراالعرب سے اور مغربی ضلع دریائے نیل سے محدود ہے -

اس کا رقبہ مزروعہ (۱۸۹۰۰۰) ایکڑ ہے - اور آبادی (۴۰۰،۲۰۰) ہے بندرگاہ بنہا العسل (جہاں ۴۳۸۵۴ باشندے آباد ہیں) دریائے نیل کے بائیں کنارے پر آباد ہے غالباً یہ مقام عہد اسلام سے پیشتر بھی آباد ہوگا - کیونکہ مشہور ہے کہ مقوقس (شاہ مصر) نے جو ہدیہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا اس میں بنہا کا شہد بھی تھا اور رسول اللہ نے اس ہدیہ کو لیکر فرمایا تھا کہ خدا بنہا کے شہد میں برکت دے - شہد کی مکھیوں کے چھتے اب بھی یہاں موجود ہیں - اور اس کے قریب بعض گاؤں جیسے کفر الشعاع اور صفا نہایت شیریں شہد کے باعث شہرۂ آفاق ہیں -

بنہا کے پاس ایک ٹیلہ ہے جو "تل اتریت" کے نام سے مشہور ہے -

اس مدیریہ کے ماتحت تین مرکز ہیں -

اوّل - قلیوب - جسکا صدر مقام زمانہ قدیم سے قلیوب ہی ہے اور اسی وجہ سے مدیریہ کا نام بھی اسی کے نام پر ہے اور ریلوے لائن کا سٹیشن اس مقام سے چار گھنٹے کے راستے پر ہے اس سٹیشن سے قناطر خیریہ کو ریل جاتی ہے -

دوئم۔ نوی جس کا صدر مقام نوی ہے اور قلیوب سے زقازیق جانیوالی ریل کا سٹیشن ہے۔

سوئم۔ طوخ جس کا صدر مقام طوخ ہے اور قاہرہ سے اسکندریہ جانے والی ریل کے پل سے جانب شرق کو واقع ہے۔

واضح ہو کہ طوخ نام کے کئی گانوں ہیں۔ جو حرف اضافت سے پہچانے جاتے ہیں چنانچہ یہ طوخ۔ طوخ القلیوبیہ کہلاتا ہے۔ اسی طرح طوخ طوخ القراميص (شرقیہ میں) طوخ الاقلدم (وقہلیہ میں) طوخ دلکہ (منوفیہ میں) طوخ طنبشا۔ طوخ مزید (غربیہ میں)

اس مدیریہ کے مشہور دیہات میں سے شبری الخیمہ بھی ہے۔ جو قاہرہ کے مضافات میں دریائے نیل کے مشرقی ساحل پر آباد ہے۔ یہاں عالیشان مکان مضبوط محل پر فضا باغ بے شمار اشجار ہیں۔ یہاں سے ایک بارونق سڑک قاہرہ تک چلی گئی ہے۔ اس سڑک کے دونوں پہلوؤں پر نخ ( ) اور چنار کے درخت اور بے شمار نفیس نفیس محل اور سرسبز باغ استادہ ہیں۔

ایک اور مشہور گانوں اجہور الکبریٰ ہے جس کو اجہور الورد بھی کہتے ہیں کیونکہ شہر کے لوگ اکثر یہاں وارد ہوتے رہتے ہیں۔ اس گانو سے بڑے بڑے علما فضلا پیدا ہوئے ہیں جن میں سے شیخ اجہوری مالکی جنھوں نے مذہب مالکیہ میں رسالہ" ابی زید لکھا۔ اور شیخ عطیہ اجہوری جنھوں نے تفسیر جلالین کا حاشیہ لکھا ہے مشہور ہیں۔

دو اور گانوں باسوس اور ابوالغیط ہیں اور دریائے نیل کے دائیں ساحل کے قریب آباد ہیں۔ دوسرے گانوں کے عین سامنے جزیرہ ابوالغیط واقع ہے۔ ان دونوں مقامات میں کھیرا نہایت شیریں پیدا ہوتا ہے۔

دو اور گانوں سندیون اور سندبیس عمدہ گیہوں کی پیداوار کے باعث مشہور ہیں۔

ایک اور گانوں قلقشندہ اس لئے مشہور ہے کہ مشہور امام اللیث المتوفی ۱۷۵ھ وہاں کے رہنے والے تھے۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی بھی یہیں تولد ہوئے۔ شیخ واعظ قلقشندی المتوفی ۱۰۳۵ھ بھی جنکی مشہور تالیف جامع صغیر کی بارہ جلد والی شرح ہے اسی گانوں کے رہنے والے تھے۔

دو اور مشہور گانوں "برشوم کبریٰ" اور "برشوم صغریٰ" بھی اسی مدیریت میں ہیں۔ اور برشومی مٹی یہیں کی مشہور ہے۔ علاوہ ازیں چند اور مقامات حسب ذیل ہیں:-

منیۃ کنانۃ (مہندی کی کاشت کے لئے مشہور ہے) طحا۔ مرصفہ۔ طحلا (شیخ عمر الطحلاوی المتوفی ۱۱۸۱ھ اسی قصبہ کے تھے) خرنیۃ۔ شبین القناطر۔ الخانقاہ۔ ابوزعبل (ان دونوں میں مرحوم محمد علی پاشا نے مدرسے قایم کئے تھے) سریاقوس (یہاں نیشکر سے عمدہ گوڑ تیار ہوتا ہے) مطریہ (یہاں ایک پرانا درخت "عذرا" کے نام سے مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ جب مسیح علیہ السلام کی والدہ ماجدہ یہودیوں کے خوف سے بیت المقدس چھوڑ کر بھاگیں تو اونھوں نے اسی درخت کی زیر سایہ پناہ لی تھی) اسی موضع کے پاس "عین شمس" نام ایک پرانے شہر کے کھنڈر موجود ہیں۔ کہتے ہیں کہ اسی شہر میں حضرت زلیخا نے سیدنا یوسف علیہ السلام کا قمیص چاک کیا تھا۔ قدیم زمانے کا ایک مینار بھی یہاں استادہ ہے۔

دوئیم۔ مدیریۃ شرقیہ

یہ مدیریت نہر سویس اور مدیریت قلیوبیہ اور مدیریت دقہلیہ کے درمیان

واقع ہے۔ اس کا رقبہ مزروعہ (۵۲۵۰۰) ایکڑ اور آبادی (۶۵۰۰۰) ہے اسکا بندرگاہ زقازیق (۲۰۰۰) نفوس سے آباد ہے یہ محمد علی پاشا مرحوم کے زمانے میں بحر موسیٰ پر بنایا گیا تھا۔ آج کل یہ رونق اور انتظام کے لحاظ سے مصر کا نہایت اچھا موضع ہے اور روئی اور غلہ کی تجارت کی بڑی منڈی ہے۔ چٹائی یہاں نہایت عمدہ بنتی ہے۔ اس کے قریب ایک قدیم پہاڑی "تل بسطہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اس مدیریت کے ماتحت چھ مرکز ہیں :۔

اوّل۔ بلبیس۔ جس کا صدر مقام قلیوب سے زقازیق جانے والی ریل پر واقع ہے۔ بڑے بڑے فاضل اس مقام سے پیدا ہوئے ہیں۔ جن میں عماد الدین محمد بن اسحاق البلبیسی الشافعی جنھوں نے ۷۴۹ھ میں وفات پائی اور مجد الدین بن اسمٰعیل بن ابراہیم الکنانی البلبیسی مشہور ہیں۔

دوئم۔ مینا القمح۔ جس کا صدر مقام مینا القمح بحر موسیٰ پر بنہا سے زقازیق جانیوالی ریل کا اسٹیشن ہے۔

سوئم۔ القنایات۔ جسکا صدر مقام کفر محمد پاشا شہر ہے۔

چہارم۔ ہہیا۔ صدر مقام ہہیا۔

پنجم۔ کفر صقر۔ صدر مقام کفر صقر۔

ششم۔ فاقوس۔ صدر مقام فاقوس۔

مشہور گانوں اس مدیریت کے حسب ذیل ہیں۔

انشاص۔ بروین۔ شبری النخل۔ زریبہ۔ مسقط الحنا (ان دونوں کی مہندی مشہور ہے) حفنہ (شیخ زمانہ عالم یگانہ محمد بن سالم حفناوی شافعی خلوتی المتوفی ۱۱۸۱ھ یہیں کے تھے۔ وہ مدرسہ ازہر کے صدر مولوی اور مفتی تھے۔ ان کی برکت اور شہرت ہر طرف پھیلی۔ شیخ دردیر المعروف بہ مالک الصغیر" جیسے مشہور عالم ان کی تعلیم و تربیت کے طفیل مصر میں پیدا ہوئے صنافین۔ شبلنجہ۔ شلشمون۔ زنکلون۔ شبری العنب۔ شردیدہ۔ جدیدہ۔ تل حوین

کفر الحکام - عزیزیہ - مینة راضی - صوالح - عباسیہ - قرین (یہاں کی عامری کھجور مشہور ہے -
اسکا قصہ یہ ہے کہ قرین کا ایک شخص ابو عامر حج کرنے گیا تو حجاز سے دو پودے کھجور کے اپنے ساتھ لایا اور بڑے اہتمام سے اپنے ہاں انکو بویا - یہ کھجور اس کی حسن تربیت سے اسقدر کثرت سے ہوئی کہ مصر کے اکثر شہروں میں پیدا ہونے لگی)
التل الکبیر + (یہ وہی زمین ہے جو توریت میں ارض غسان اور وادی الطیلات کے نام سے یاد کی گئی ہے -) ابراہیمیہ - ابو الشقوق - عرین - ابو کبیر - صالحیہ -

سوئم - مدیریہ دقہلیہ

یہ مدیریت بحیرہ منزلہ - مدیر شرقیہ اور فرع دمیاط کے درمیان واقع ہے - اس کا رقبہ (۵۸۶۰۰۰) ایکڑ اور آبادی (۴۸۲۰۰۰) ہے - اس کے بندر گاہ المنصورہ کی آبادی ۴۲۰۰۰ ہے المنصورہ ایک خوشنما شہر ہے - اس کی آب و ہوا خوشگوار ہے فرع دمیاط کے بائیں کنارہ پر واقع ہے - روئی اور غلہ کی مشہور منڈی ہے - زیتون کے کوٹھویاں بکثرت ہیں -
اس کو ملک ناصر الدین ایوبی نے ۶۱۶ھ میں آباد کیا تھا - اسوقت اہل یوروپ دمیاط میں گھس آئے تھے - المنصورہ کے پاس فرانس کے عیسائیوں نے ۶۴۸ھ میں ملک تورانشاہ بن ملک صالح نجم الدین ایوب کے عہد میں بڑی زک اوٹھائی اور ان کا بادشاہ لوئیس نہم جو سینٹ لوئیس کہلاتا ہے - قید ہو گیا مسلمانوں نے اس کو اور اس کے ہمراہیوں کو الگ

+ اسی جگہہ ۱۸۸۲ء میں عربی پاشا کی افواج اور انگریزی عساکر کے مابین جنگ ہوئی - اور مصری افواج نے صرف چند گھنٹے کی لڑائی میں شکست فاش کھائی -

مکان "دار ابن لقمان" میں نظر بند کیا۔ اس گھر کے آثار ابتک المنصورہ میں موجود ہیں۔

اس مدیریت کے ماتحت چھ مرکز ہیں :۔

اوّل۔ میت غمر۔ اس کا صدر مقام میت غمر فرع دمیاط کے دائیں ساحل پر زفتی کے سامنے واقع ہے۔

دویم۔ السنبلاوین۔ اس کا صدر مقام زقازیق سے منصورہ جانے والی ریل کا اسٹیشن ہے۔

سویم۔ منیۃ سمنود اس کا صدر مقام منیۃ سمنود فرع دمیاط کے دائیں ساحل پر سمنود الغربیہ کے محاذ میں واقع ہے۔

چہارم۔ المنصورہ۔ صدر مقام منصورہ ہے۔

پنجم۔ دکرنس۔ صدر مقام دکرنس ہے۔

ششم۔ فارسکور۔ صدر مقام فارسکور ہے۔

یہاں کا طلاکار برقع مشہور ہے۔

مدیریت دقہلیہ کے مشہور گانوں یہ ہیں :۔

دقدوس۔ کوم النور۔ وندیط۔ المناشی الکبریٰ۔ المناشی الصغریٰ۔ طوخ الاقلام سفط زریق۔ صہرجت الکبریٰ۔ صہرجت الصغریٰ۔ نوسا البحر۔ نوسا الغیط۔ طا النمل۔ محلہ دمنہ۔ برمبال۔ دراکسہ۔ منزلہ۔ مطریہ۔ طناح وقہلہ۔ مدیریہ البیوم۔ شیخ بیومی جن کی طرف صوفیوں کا فرقہ بیومیہ منسوب ہے یہیں کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے ۱۱۸۳ھ میں وفات پائی۔ ان کی مشہور تالیف شرح جامع صغیر ہے۔ ان کا مزار قاہرہ کے امام بارڈہ میں ہے جہاں زایرین کا ہجوم رہتا ہے ہرسال قاہرہ میں شیخ کا عرس ہوتا ہے۔

چہارم۔ مدیریت منوفیہ

دریائے نیل کے ڈیلٹا میں مدیریہ غربیہ کے جنوب میں واقع ہے۔

اس کا رقبہ مزروعہ (۳۵۲۰۰۰) ایکڑ اور آبادی (۶۴۶۰۰۰) ہے۔
اس کا بندرگاہ شبین الکوم (جس کی آبادی بارہ ہزار ہے) بحر شبین پر واقع ہے۔ اور روئی۔ غلہ۔ اور سوتی کپڑوں کی مشہور منڈی ہے
اس کے ماتحت پانچ مرکز ہیں :-
اوّل۔ تلا۔ صدر مقام -
دویم۔ شبین الکوم۔ صدر مقام شبین الکوم۔
سویم۔ منوف۔ صدر مقام منوف۔ یہ موضع نہر فرعونیہ کے ساحل پر واقع ہے اور یہ مدیریہ اسی کے نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ شبین سے پہلے یہی مقام اس کا بندرگاہ تھا۔ یہاں کا کاغذ اور چٹائیاں نہایت مشہور ہیں۔
چہارم۔ اشمون۔ صدر مقام اشمون۔
پنجم۔ قویسنہ۔ صدر مقام قویسنہ۔
اس مدیریت کے مشہور گانوں یہ ہیں :-
دلجموں۔ طوخ النصارے۔ کفر بریج۔ بیشا سلیم۔ بتانوں۔ زاویۃ البقلی۔ بلیج۔ سبک الضحاک۔ سمدون۔ طلیا۔ میتنا الکبریٰ۔ العسالتہ۔ باجور۔ شنوان۔ قلتۃ الکبریٰ۔ قلتۃ الصغریٰ۔

پنجم۔ مدیریت غربیہ

یہ مدیریت دریائے نیل کے ڈیلٹا میں مدیریت منوفیہ کے شمال کو واقع ہے۔ اس کا مزروعہ رقبہ (۸۵۰۰۰۰) ایکڑ اور آبادی (۹۳۰۰۰۰) نفوس ہے۔
اس کا بندرگاہ طنطا عظمت اور تجارت کے لحاظ سے مصر کا تیسرا شہر سمجھا جاتا ہے۔ یعنے قاہرہ اور اسکندریہ کے بعد اسی شہر کا رتبہ ہے۔ حضرت

سید احمد بدوی المتوفی ۶۷۵ھ کا مزار اسی شہر طنطا میں ہے۔ اور یہاں کی مسجد میں بھی مسجد ازہر کی طرح علوم عربیہ اور علوم شرعیہ کی تعلیم ہوتی ہے۔ ہر سال یہاں ۳ عرس ہوتے ہیں اور عرس کے دنوں میں شہر میں پینٹھ کے بازار لگتے ہیں اور دُور دراز سے زایرین اور تجار آتے ہیں۔

اس کے ماتحت گیارہ مرکز ہیں:-

اوّل۔ زفتی جس کا صدر مقام زفتی فرع دمیاط کے بائیں ساحل پر میت غمر کے سامنے آباد ہے۔

دوم۔ السنطہ۔ صدر مقام السنطہ بحر شبین پر واقع ہے۔

سوم۔ طنطا۔ صدر مقام طنطا۔

چہارم۔ المحلۃ الکبرےٰ۔ صدر مقام المحلۃ الکبرےٰ۔ ریشمی اور سوتی نفیس پارچہ جات کے لئے نہایت مشہور ہے۔ یہاں سوتی کپڑوں کے کئی کارخانے ہیں۔

یہودیوں کا ایک پرانا کنشت (عبادتگاہ) ہے۔ جو الخوجہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں توریت مقدس کا ایک قدیم نسخہ موجود ہے جو ہرن کی کھال پر عبرانی زبان میں لکھا ہوا ہے۔ یہودی ہر سال یہاں زیارت اور عبادت کرنے آتے ہیں۔ اس شہر کی خاک سے بھی بڑے بڑے باکمال بزرگ اُٹھے ہیں۔ جن میں سے مشہور یہ ہیں:-

جمال الدین محمد بن احمد محلی المتوفی ۸۶۴ھ جنہوں نے تفسیر جلالین کو شروع کرکے سورۂ کہف سے آخر قرآن تک لکھا۔ اور پھر جلال الدین سیوطی نے اس کو مکمل کیا اور اسی وجہ سے اس کتاب کا نام تفسیر جلالین ہو گیا۔ شیخ عبدالرحمن المحلی الشافعی جنہوں نے بیشمار کتابیں لکھیں جنمیں سے زیادہ مشہور بیضاوی شریف کا حاشیہ ہے۔

پنجم۔ کفر الزیات۔ اس کا صدر مقام کفر الزیات فرع رشید کے دائیں ساحل پر واقع ہے۔ اور مصر کی بڑی لین کا ریلوے سٹیشن ہے۔ یہاں بہت سے

ڈوی کے بیچ ہیں۔ اور تجارت کا بازار گرم رہتا ہے۔

ششم۔ دسوق۔ اس کا صدر مقام دسوق بھی فرع رشید کے دائیں ساحل پر آباد ہے۔ اور وہاں عارف باللہ ابراہیم دسوقیؒ المتوفی ۶۷۶ھ کا مزار ہے۔ ہر سال ان کا عرس ہوتا رہتا ہے۔

ہفتم۔ کفر الشیخ۔ صدر مقام کفر الشیخ۔

ہشتم۔ طلخا۔ صدر مقام طلخا۔ فرع دمیاط کے بائیں ساحل پر المنصورہ کے سامنے آباد ہے۔ ان دونوں کے درمیان ایک پل بنا ہوا ہے۔

نہم۔ بلقاس۔ صدر مقام بلقاس۔

دہم۔ فوہ۔ صدر مقام فوہ فرع رشید کے دائیں ساحل پر آباد ہے۔ محمد علی پاشا کے زمانے میں یہاں کے پارچہ جات اور ترکی ٹوپیاں مشہور تھیں۔

یازدہم۔ اقلیم البرلس۔ صدر مقام بلطیم ہے۔ اس مدیریت کے مشہور دیہات حسب ذیل ہیں :۔

جعفریہ (بحر شبین پر) سخم۔ قرشیہ۔ اشناوای۔ (مولف کتاب کا وطن ہے) سبرباے۔ شبشیر۔ شوبر۔ محلۃ مرحوم۔ قطور۔ ابیار (اس گاؤں میں روغن زیتون کے بہت سے کولہو ہیں) برمہ (یہاں کے مرغی خانے مشہور ہیں) ہیام۔ محلۃ ابی علی۔ بشبیش۔ مندورہ۔ شباس الشہداء۔ شباس الملح۔ سنہور المدینہ۔ قلین۔ بلتاج۔ سخا۔ نوسا (یہ موضع فرع دمیاط کے بائیں ساحل پر اسی نام کے ایک اور موضع کے محاذ میں واقع ہے) نبروہ۔ بسیت الحجارۃ۔ شربین۔ بندلیہ۔ راس الخلیج۔ کفر البطیخ۔ مطوبس۔ عزب لوقف۔ عزب الخلیج۔ الجزیرۃ الخضراء۔ البرلس۔ یہ موضع رشید کے محاذ میں آباد ہے۔ حضرت قطب زمان شیخ علی الخواص جو شیخ شعرانی کے استاد ہیں۔ اسی مقام کے باشندے تھے۔

ششم۔ مدیریۃ البحیرۃ

مدیریت البحیرہ کے مشرق میں فرع رشید جنوب و مغرب میں

صحرا لیبیا - مدیریت البحیرہ - اور شمال میں بحر روم واقع ہے۔ رقبہ مزروعہ (۵۰۰۰۰) ایکڑ اور آبادی (۴۰۰۰۰) نفوس ہے۔

بندرگاہ دمنہور جس کی آبادی (۰۰۰ ۳۸) ایک پہاڑی پر واقع ہے اور مصر کی بڑی لین کا ریلوے سٹیشن ہے۔ دمنہور دراصل چھوٹے چھوٹے دیہات سے جو پاس پاس آباد ہیں مرکب ہے۔ روئی - غلہ - اور چانول کی منڈی ہے - یہاں بھی روئی کے پریچ بکثرت ہیں بعض بزرگان دین کے مزارات بھی ہیں اور ہر سال انکے عرس ہوتے رہتے ہیں۔ انمیں سے شیخ عطیہ ابوالریش زیادہ مشہور ہیں۔

اس مدیریت کے ماتحت سات مرکز ہیں۔

اول بخیلہ - اس کا صدر مقام بخیلہ فرع رشید کے دائیں کنارے پر آباد ہے

دوم - دلنجات صدر مقام - دلنجات۔

سوئم - شبری خیت صدر مقام - شبری خیت۔

چہارم - دمنہور - صدر مقام دمنہور -

پنجم - رشید اس کا صدر مقام رشید - دریائے نیل کے مغربی شاخ کے بائیں کنارے دہانہ دریا سے دس کیلومیٹر کے فاصلہ پر آباد ہے پہلے یہ مقام بھی منجملہ محافظات مصر سے تھا اور اس مدیریت کے تابع نہیں تھا لیکن ۱۸۹۶ء میں نہر محمودیہ کے کھد جانے سے کل مال و اسباب جو پہلے یہاں آیا کرتا تھا سیدھا اسکندریہ کو جانے لگا - اور تجارت کی سرد بازاری نے اس شہر کو مدیریت البحیرہ کے تابع بنا دیا یہ شہر خلیفہ متوکل علے اللہ عباسی کے زمانے میں ۲۷۰ھ میں آباد ہوا تھا - آجکل وہ مصر میں چانولوں کی بڑی منڈی خیال کیا جاتا ہے۔ آبادی اس شہر کی (۱۹۰۰۰) ہے۔

ششم - ابوحمص - صدر مقام ابوحمص ہے۔

ہشتم۔ کفر الدوار۔ صدر مقام کفر الدوار ہے۔
اس مدیریہ کے مشہور گانوں حسب ذیل ہیں:۔
کوم حمادہ۔ بیبان۔ خربتا۔ کفر بولین۔ شابور۔ خطاطبہ۔ کفر العیص
طرانہ (یہاں سے ایک راستہ پہاڑیں سے ہوتا ہوا وادی نطرون کو گیا ہو
پھر اس سے اور بے شمار راستے الفیوم۔ اسکندریہ۔ واحۃ سیوہ وغیرہ مقاموں کو
گئے ہیں) جبارس۔ طود۔ سقط الملوک۔ نکلا العنب۔ ظاہریہ۔ شنشت الانعام
اتیائے البارود۔ رحمانیہ۔ سمخراط۔ محلۃ الامیر۔ محلہ البشر۔ فزارہ۔ العطف
(اس موضع کے پاس محمودیہ نہر کا دہانہ ہے) محمودیہ۔ اوفلیۃ۔ ادکو۔

وجہ قبلی کی مدیریات

اوّل۔ مدیریۃ الجیزہ

اس مدیریہ کا علاقہ مصر قدیم اور مدیریہ البحیرۃ کے جنوب سے شرقاً و غرباً شروع ہوکر دریائے نیل کے ہر دو طرف جبال العرب اور جبال لیبیا کے درمیان مدیریہ بنی سویف تک چلا گیا ہے رقبہ مزروعہ اس کا (۱۸۰۰۰۰) ایکڑ اور آبادی (۴۸۵۰۰۰) نفوس ہے۔

اس کا صدر گاہ الجیزہ جو (۱۲۰۰۰) باشندوں کی بستی ہے۔ دریائے نیل کی بائیں جانب مصر قدیم کے سامنے واقع ہے۔ یہاں مصر کا عجائب گھر ہے جس کے دیکھنے کو ہزارہا سیاح یہاں آتے رہتے ہیں[1]

[1] مصر کا عجائب گھر جو الجیزہ میں ہے بلحاظ آثار قدیم اور مصری آثار کے دنیا بھر میں بے نظیر چیز ہے ۱۲

الجیزہ کے مغرب میں وہ تینوں اہرام استادہ ہیں جو دنیا کے عجائبات میں شمار کئے جاتے ہیں۔ تجارت مویشیان کے لحاظ سے الجیزہ مصر میں سب سے بڑا مشہور مقام ہے۔ کہتے ہیں کہ پہلے یہاں وہ تابوت موجود تھا جس میں موسیٰ علیہ السلام کو لٹا کر انکی ماں نے دریائے نیل میں ڈالدیا تھا۔

اس مدیریہ میں چار مرکز ہیں۔

اوّل آبنابہ اس کا صدر مقام آبنابہ دریائے نیل کے بائیں کنارے سے قریب بولاق کے سامنے واقع ہے۔ اور اس کے پاس ہی وہ پل ہے جو کوپری آبنابہ" کے نام سے مشہور ہے۔

دویم۔ الجیزہ۔ صدر مقام الجیزہ۔

سویم۔ العیاط۔ صدر مقام العیاط بائیں کنارے پر آباد ہے۔

چہارم اطفیح۔ صدر مقام اطفیح۔ دائیں کنارے پر آباد ہے۔

اس مدیریہ کے مشہور گانوں حسب ذیل ہیں۔

اویم۔ کرداسہ (دامن کوہ کے پاس ہے۔ خربزہ یہاں کا مشہور ہے) بہنیا وردان۔ جرزہ (اس کو جرزۃ الھوا بھی کہتے ہیں) سقارۃ۔ دھشور (یہ دونو قدیم عمارات کی وجہ سے مشہور ہیں) میتہ رہینہ (اس موضع کے پاس فراعنہ مصر کے پایہ تخت منف کے کھنڈر موجود ہیں) بدرشین حوامدیہ (یہاں شکر بنانیکا بڑا کارخانہ ہے) طرہ دریائے نیل کی دائیں جانب آباد ہے یہاں کے باشندوں کا گذر زیادہ تر پہاڑ سے پتھر کاٹنے اور تراشنے پر ہے۔ یہاں کا لنگڑا "یہاں طرہ" مشہور ہے) المعدۃ (دائیں ساحل پر واقع ہے۔ سڑکوں کے کام آنیوالا پتھر یہاں کا مشہور ہے) سہادی الجیزی۔ بساتین۔ دیر الطین۔ اثر النبی۔ مناوات۔ ابو النمرس

---

۵۱ یہ تینوں عظیم الشان مینار مخروطی شکل کے جیزہ سے سیقدر آگے ہیں۔ دنیا میں نہایت عجیب چیز شمار ہوتی ہے سب لوگ جو ان کی سیر کو جاتے ہیں ان میں سے سب بڑے پر چڑھتے ہیں اور میں بھی اسی پر چڑھا تھا۔ اب اہرام تک برقی ٹرمیوی جاتی ہے ۱۲

علوان (یہ موضع بھی ساحل راست کے قریب ہے۔ یہاں صحت بخش چشمے ہیں اور آب وہوا خوشگوار ہے۔ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز بن مروان نے اس کی نیو ڈالی تھی۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز جو عدل و تقوے میں ضرب المثل گذرے ہیں یہیں پیدا ہوئے تھے۔

دویم۔ مدیریہ بنی سویف

اس مدیریت کے مشرق میں جبل شرقی۔ مغرب میں جبل غربی اور مدیریت الفیوم کا کچھ حصہ۔ شمال میں مدیریۃ الجیزہ اور جنوب میں مدیریۃ المینا واقع ہے اسکا مزروعہ رقبہ (۲۳۹۰۰۰) ایکڑ اور آبادی (۲۲۰۰۰۰) ہے۔

اسکا بندرگاہ بنی سویف جس کی آبادی اندازاً (۱۱۰۰۰) ہوگی دریائے نیل کے بائیں ساحل پر آباد ہے۔ آب وہوا یہاں کی خوشگوار ہے۔ یہاں کے قالین۔ ڈوپٹے۔ اور پشمین تکیے مشہور ہیں علاوہ ازیں روئی اور اناج کی تجارت بکثرت ہوتی ہے۔

اس مدیریہ میں تین مرکز ہیں:۔

اول واسطہ۔ صدر مقام واسطہ دریائے نیل کے مغرب میں واقع ہے اور مصر سے نجع حمادی کو جانیوالی ریل کا اسٹیشن ہے۔

دویم۔ بنی سویف۔ صدر مقام بنی سویف۔

سویم۔ ببا۔ اس کا صدر مقام ببا الکبرے دریائے نیل کے بائیں کنارے پر آباد ہے۔ یہاں نیشکر کا عرق نکالنے اور شکر بنانے کا بڑا کارخانہ ہے۔

اس مدیریت کے مشہور گانوں حسب ذیل ہیں:۔

بوش (بائیں کنارے سے کچھ فاصلے پر واقع ہے اوڑھنے بچھانے کے کپڑے یہاں اچھے بنتے ہیں) میانہ (دریائے نیل کے مغرب اور بحر یوسف کے مشرق میں آباد ہے۔ یہاں کے پشمینے مشہور ہیں۔)

اہناس المدینہ دنیل کے مغرب اور بحر یوسف کے مشرق میں آباد ہے۔ اسکو اہناسی ام الکیمان بھی کہتے ہیں۔ بویط (جبل الغربی کے دامن میں آباد ہے۔ علامہ ابو یعقوب یوسف بن یحیی المصری البویطی جنہوں نے ۲۳۱ھ میں وفات پائی اور امام شافعیؒ کے بڑے دوست تھے یہیں کے رہنے والے تھے۔ جب کوئی شخص فتوے لینے آتا یا کوئی پیچیدہ معاملہ امام شافعی کی خدمت میں پیش کرتا تو آپ اسکو علامہ موصوف کے پاس بھیجدیتے اور فرماتے کہ یہ فاضل میری زبان ہے) بوصیر (اسکو بوصیر الملق بھی کہتے ہیں استاد شرف الدین بوصیری جو مشہور قصیدہ بردہ کے مصنف تھے اور ۶۸۱ھ میں انتقال کر گئے یہیں کے رہنے والے تھے) زاویۃ المصلوب (بائیں ساحل پر آباد ہے) اشمنت۔ بیمون۔ زاویۃ الناویۃ۔ برالقۃ۔

سوئم۔ مدیریہ الفیوم

اس مدیریت کے شمال میں کوہستان۔ اور مدیریت الجیزہ کا کچھ حصہ ہے۔ مشرق میں پھر کوہستان اور مدیریت بنی سویف۔ مغرب میں بھی بکلہ حصہ کوہستان ہے اور کچھ حصہ بحیرۃ القارون کا ہے۔ اور جنوب میں کوہستان۔ اور مدیریت بنی سویف اور مدیریت البینا کے چند شہر واقع ہیں۔ رقبہ مزروعہ اسکا (۲۴۳۰۰۰) ایکڑ اور آبادی (۲۷۹۰۰۰) نفوس ہے۔ بندرگاہ الفیوم (یہاں (۲۶۰۰۰) نفوس بستے ہیں) ایک بڑا شہر ہے بحر یوسف اس کے اندر سے ہو کر گذرتا ہے کہتے ہیں کہ یہ حضرت یوسفؑ کے نام نامی پر بحر یوسف کہلاتا ہے۔ الفیوم کے ریشمی اور کتان کے کپڑے کھیس اور چٹائیاں مشہور ہیں۔ گلاب کا عرق نہایت اچھا بنتا ہے الفیوم کا انگور اور انجیر مشہور ہیں انجیر کا چھلکا نہایت پتلا اور مزہ نہایت شیریں ہوتا ہے بڑے بڑے فاضل اس شہر سے پیدا ہوئے ہیں جن میں سے شیخ

شعبان الفیومی الشافعی المتوفی ۷۵۵ھ ہجری اور شیخ عبد البر الفیومی الحنفی المتوفی ۱۰۷۱ھ زیادہ مشہور ہیں۔

اس مدیریہ کے تین مرکز ہیں:۔

اول۔سنورس۔صدر مقام سنورس سوتی اونی کپڑوں اور چٹائیوں اور نمدوں کی وجہ سے مشہور ہے۔

دوئم۔اطسا۔صدر مقام اطسا ہے اور وہاں اونی کپڑے کے کارخانے ہیں

سوئم۔الفیوم۔صدر مقام الفیوم ہے۔

اس مدیریت کے مشہور گاؤں یہ ہیں:۔

العجمین (یہاں کا انگور اچھا ہوتا ہے۔اور کھجور کے ٹوکرے وغیرہ اشیا مشہور ہیں) الغرق (جسکے ارد گرد کوہستان احاطہ کئے ہے اور اسکے قریب وسیع میدان واقع ہے جو ریان بن الولید فرعون مصر کے نام پر وادی الریان کہلاتا ہے) طبہار۔ابوکسا فدمین۔(یہ تینوں بستیاں اونی کپڑوں کی ساخت کے باعث مشہور ہیں۔یہاں انگور۔انجیر۔سیب وغیرہ میوہ جات بکثرت ہوتے ہیں) البشیۃ (اسے البشیۃ الرمان بھی کہتے ہیں۔یہاں اونی کپڑا نہایت عمدہ بنا جاتا ہے)

چہارم۔مدیریۃ المینا

اس مدیریہ کے شمال میں بنی سویف۔جنوب میں اسیوط اور مشرق میں جبل شرقی اور مغرب میں جبل غربی واقع ہے۔اس کا رقبہ مزروعہ (۳۹۵۰۰۰) ایکڑ اور آبادی (۳۱۵۰۰۰) نفوس ہے۔

بندرگاہ المینا (جہاں (۱۶۰۰۰) باشندے آباد ہیں) نیل کے بائیں ساحل پر ہے یہاں شکر کے بڑے بھاری کارخانے موجود ہیں۔تجارت غلہ کی منڈی ہے۔اونی کپڑا خوب بنا جاتا ہے۔پہلے اس شہر کا نام طموں یا اطموں تھا (اطموں قبطی زبان میں گرجا کو کہتے ہیں) پھر خلیفہ ہارون الرشید

گے زمانے میں اسکا نام منیۃ الخصیب یا ابن خصیب ہوگیا۔ یہ خصیب بن عبدالحمید
خلیفہ مذکور کی طرف سے مصر کا باجگذار حاکم تھا۔

اس مدیریہ میں چھ مرکز ہیں۔

اول۔ الفشن۔ صدر مقام الفشن نہر ابراہیمیہ کے مغربی کنارے پر آباد ہے بڑا شہر ہے۔ اونی کپڑوں کی اور شکر کی ساخت میں شہرہ آفاق ہے۔

دویم۔ مغاغہ۔ صدر مقام مغاغہ نیل کے بائیں ساحل پر ہے۔ رس نکالنے کی کئی بڑی مشینیں یہاں موجود ہیں۔

سویم۔ بنی مزار۔ صدر مقام بنی مزار نہر ابراہیمیہ کے مغرب میں واقع ہے یہاں بھی نیشکر کا رس نکالنے کے کارخانے ہیں۔

چہارم سملوط۔ صدر مقام سملوط نیل کے بائیں کنارے پر موجود ہے اونی کپڑا نہایت اچھا بنتا ہے۔ کئی کارخانے اس کے موجود ہیں۔

پنجم۔ المینا۔ صدر مقام المینا۔

ششم۔ ابو قرقاص۔ صدر مقام ابو قرقاص دریائے نیل کے بائیں ساحل پر آباد ہے۔ اور اونی کپڑے اچھے بنے جاتے ہیں۔ اس مقام کے سامنے جبل شرقی میں وہ قدیم غار ہے جو اصطبل عنتر کے نام سے مشہور ہے۔

مشہور گانوں اس مدیریہ کے حسب ذیل ہیں:۔

بردنوہا (یہاں کا بھی اونی کپڑا مشہور ہے) بوان۔ قلبیتا (یہ گانوں کی دال مشہور ہے) مطائی (نیل کے بائیں ساحل سے قریب ہے۔ یہاں بھی رس کا پیچ ہے) آبۃ الوقف (نہر ابراہیمیہ کے مغرب میں اونی کپڑوں کی مشہور منڈی ہے۔ ہر سال یہاں حضرت ابراہیم شلقامی کا عرس ہوتا ہے۔ شلقام جہاں یہ صاحب پیدا ہوئے تھے آبۃ الوقف کے پاس ایک

چھوٹا سا موضع ہے) قریۃ الشیخ فضل (یہاں شکر صاف کرنیکا بڑا کارخانہ ہے) ابھنسا (بحر یوسف کے کنارے پر جانب غرب کو آباد ہے۔ اس کے دو حصے ہیں ایک بھنسا شرقی کہلاتا ہے اور دوسرا بھنسا غربی یا الغراء۔ یہ دونو حصے دریاے مذکور کے دونو جانب آباد ہیں۔ یہاں ہر سال اُن صحابہ و تابعین کا عُرس ہوتا ہے جو فتح اسلام کے زمانے میں اس مقام پر شہید ہوئے تھے۔ بھنسا میں بڑے بڑے علما اور فضلا ہوئے ہیں جنمیں سے شہاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس جُو قرافی" کے نام سے مشہور ہیں اور ۶۸۴ھ میں جان بحق ہوئے۔ اور فقیہ زین الدین عمر بن محمد بلقیامی جنہوں نے مختصر التبریزی کی شرح لکھی۔ اور ۸۶۵ھ میں قضا کی زیادہ مشہور ہیں۔

پنجم۔ مدیریہ اسیوط

اس مدیریہ کے مشرق و مغرب میں شرقی و غربی پہاڑ ہیں۔ شمال میں مدیریۃ المینا۔ اور جنوب میں مدیریۃ الجرجا واقع ہیں۔ رقبہ اراضی مزروعہ (۴۲۵۰۰۰) ایکڑ اور آبادی (۵۶۲۰۰۰) نفوس ہے۔

بندرگاہ اسیوط (جہاں اندازاً (۳۲۰۰۰) باشندے رہتے ہیں) دریاے نیل کے بائیں ساحل سے کچھ ہی فاصلے پر واقع ہے۔ اور وجہ قبلی کا سب سے بڑا شہر ہے۔ تجارت کی بڑی منڈی اور صنعت و حرفت کا مرکز ہے۔ یہاں ہاتھی دانت۔ سینگ۔ آبنوس وغیرہ اشیاے خام کی بہت سی چیزیں مثل پنکھے۔ شمعدان۔ میز۔ اور شطرنج کے بنائی جاتی ہیں مٹی کے برتن بھی عمدہ بنتے ہیں۔ سَن کا کام اچھا ہوتا ہے۔ اون اور ریشم کے کپڑے نفیس بنتے ہیں۔ تولیئے اور رومال ہر قسم کے تیار ہوتے ہیں شہر اسیوط میں بھی قاہرہ کے بولاق کی طرح دریاے نیل پر ایک گھاٹ

آباد ہے یہ گھاٹ ایک گانوں الحمراء کے پاس ہے۔ نہرابراہیمیہ کا دہانہ بھی یہیں ہے۔ اس شہر سے بڑے بڑے فاضل پیدا ہوئے ہیں جن میں سے زیادہ مشہور شیخ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی ہیں جنکی تصانیف چاردانگ عالم میں مشہور ہیں۔ انھوں نے ۹۱۱ھ میں وفات پائی تھی۔

مدیریہ اسیوط کے ماتحت سات مرکز ہیں:۔

اوّل۔ ملوی۔ صدر مقام ملوی نیل کے بائیں جانب ایک پرانی پہاڑی پر آباد ہے۔ باشندے اکثر غلہ فروش تجار ہیں۔

دویم۔ دیروط۔ صدر مقام دیروط۔ بحر یوسف کے منبع پر آباد ہے۔ روئی اور نیشکر یہاں اچھے پیدا ہوتے ہیں۔ مشہور واعظ شیخ شمس الدین زاہد جنھوں نے ۹۱۲ھ میں وفات پائی یہیں کے باشندے تھے

سویم۔ منفلوط۔ صدر مقام منفلوط دریائے نیل کے بائیں کنارے پر مصر کا مشہور قصبہ ہے۔ یہاں کا آثار قابل تعریف ہے۔

چہارم ابنوب۔ صدر مقام ابنوب نیل کے دائیں کنارے پر آباد ہے یہاں سے جبل شرقی ڈیڑھ گھنٹہ کا راستہ ہے۔

پنجم۔ اسیوط۔ صدر مقام اسکا اسیوط ہے۔

ششم۔ ابوتیج۔ صدر مقام اس کا ابوتیج ہے۔ یہ مشہور قصبہ بھی دریائے نیل کے دائیں کنارے پر آباد ہے۔ یہاں رومال۔ تولئے اور گرم کپڑے بُنے جاتے ہیں حضرت محمد بن احمد الغزنل جو بڑے اولیاء اللہ سے گذرے ہیں انھوں نے ۵۰۰ھ کے بعد یہیں وصال پایا۔ اور یہیں انکا مزار ہے۔

ہفتم البداری۔ صدر مقام البداری نیل کے ساحل راست پر آباد ہے۔

مدیریت اسیوط کے مشہور گانوں حسب ذیل ہیں:۔

نخیلہ (نیل کے بائیں ساحل پر ہے) دویر (ابوتیج کے جنوب میں ڈیڑھ گھنٹہ

کی مسافت پر واقع ہے) زرابی (اس موضع کے بعض باشندے بول کی لکڑی سے کوئیلہ تیار کرتے ہیں) حوائکہ (بائیں کنارے اسیوط کے شمال میں تین گھنٹے کی مسافت پر آباد ہے) نواحی بنی محمد (یہ تین گانوں ہیں جو اجنوب کے شمال میں پاس پاس آباد ہیں) سنبو منفلوط سے چار گھنٹے کی مسافت پر جانب شمال کو آباد ہے یہاں کے باشندوں کو بکریاں پالنے اور انکو موٹا کرنے میں خاص کمال حاصل ہے اور یہاں بکریوں کی مشہور منڈی ہے مشہور عالم محمد بن محمد الامیر المالکی جنھوں نے ۱۲۳۲ھ میں وفات پائی یہیں کے باشندے تھے۔ بنی عدی۔ یہ بھی تین گانوں ہیں اور منفلوط کے مغرب میں ایک گھنٹے کے راستے پر آباد ہیں یہ تینوں ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں ایک وجہ قبلی کیطرف دوسرا وجہ بحری کیطرف اور تیسرا ان دونوں کے وسط میں ہے۔ یہاں بہت سی مسجدیں موجود ہیں جن میں مختلف علوم کا درس ہوتا ہے۔ اکثر باشندے یہاں کے قاہرہ وغیرہ مقامات میں تحصیل علم یا صنعت وحرفت کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ بنی عدی میں ادنی کپڑا اچھا بنا جاتا ہے خطہ مردم خیز ہے۔ شیخ علی عدوی المتوفی ۱۱۸۹ھ قطب کبیر ابو البرکات شیخ الدردیر المتوفی ۱۲۰۱ھ جن کی تاریخ وفات رضی اللہ عنہ ہے یہیں کے رہنے والے تھے۔ قطب صاحب حج سے فارغ ہو کر جب سنہ ۱۱۷۰ھ میں واپس آئے تو انھوں نے قاہرہ میں اپنا تکیہ بنایا اور انجام کار اسی زاویئے میں دفن کئے گئے۔ آپ کے خلیفہ عارف باللہ شیخ صالح سباعی المتوفی ۱۲۲۱ھ بھی یہیں مدفون ہیں) بنی قرہ (منفلوط کے شمال میں) بنی رافع (جنوب کی طرف) الروضہ (ملوی کے شمال میں نیل کے قرب جانب شرق کو آباد ہے یہاں مصر کا سرکاری باغ ہے اور نیز صنعت شکر کا بڑا کارخانہ ہے) اشمونین دریائے نیل اور بحر یوسف کے درمیان واقع ہے۔ پہلے یہ موضع ارض صعید کا بڑا شہر تھا کہتے ہیں۔

کہ اس کو ملکہ کلوپٹرا نے جو سلاطین بطلیموسی مصر میں سب سے آخر تھی ورہجرت سے ۶۵۲ سنہ
برس پیشتر راہی عدم ہوئی بنایا تھا۔

ششم مدیریت جرجا

اس مدیریہ کے مشرق میں جبل شرقی مغرب میں جبل غربی شمال میں مدیریت اسیوط اور جبل شرقی اور جنوب میں مدیریہ قنا اور جبل غربی واقع ہیں۔ رقبہ مزروعہ (۳۴۱۰۰۰) ایکڑ اور آبادی (۵۲۱۰۰۰) نفوس ہے۔

اسکا بندرگاہ سوہاج (جہاں آٹھ ہزار باشندے بستے ہیں) دریائے نیل کے بائیں کنارے آباد ہے۔ یہاں کے باشندے تجارت اور صنعت پیشہ ہیں یہاں کا بنا ہوا نمک اور رنگی ہوئی کھالیں اور لکڑی کا کام مشہور ہے۔ پہلے اس مدیریہ کا بندرگاہ جرجا تھا۔ لیکن سعید پاشا مرحوم نے جب سوہاج کا محل وقوع دریائے نیل پر دیکھا اور اسکو مدیریت کے تمام مقامات کے وسط میں پایا تو سرکاری دفاتر جرجا سے سوہاج کو منتقل کردیئے اسی شہر کے پاس نہر سوہاجیہ کا منبع ہے۔

مدیریت جرجا کے ماتحت چھ مرکز ہیں:۔

اول طما۔ اس کا صدر مقام طما نیل کے بائیں کنارے سے ذرا فاصلے پر واقع ہے۔

دوم طہطا۔ صدر مقام طہطا نیل کے بائیں کنارے سے نصف گھنٹے کی مسافت پر آباد ہے۔ یہاں بھی بہت سے عالم ہو گذرے ہیں جنمیں زیادہ مشہور حنفیوں کے سربرآوردہ فقیہ سید طحطاوی المتوفی سنہ ۱۲۳۱ ہجری ہیں۔

سوم سوہاج۔ صدر مقام سوہاج ہے۔

چہارم المنشاۃ۔ صدر مقام المنشاۃ۔ دریا کے بائیں کنارے پر ہے۔

پنجم ۔جرجا صدر مقام جرجا۔ دریائے نیل کے بائیں ساحل پر غلہ جات کی مشہور منڈی ہے ۔پہلے یہی مقام مدیریت جرجا کا صدر مقام ہے۔

ششم ۔بلینا۔صدر مقام بلینا ساحل چپ پر آباد ہے۔یہاں کی بنی ہوئی چٹائیاں مشہور ہیں۔

اس مدیریت کے مشہور گاؤں حسب ذیل ہیں:۔

بردیس (جرجا کے جنوب میں) ناحیۃ العرابۃ المدفونہ ۔(پہلے ارض سعید کا بڑا شہر تھا۔قدیم مشہور شہر ابیدوس کے کھنڈر اس موضع کے پاس موجود ہیں) اخمیم ۔یہ بڑا موضع دریائے نیل کے دائیں جانب آباد ہے۔یہاں زمانہ قدیم کی بہت سی عمارات موجود ہیں اور سوتی و ریشمی کپڑے یہاں ایسے عمدہ بنائے جاتے ہیں کہ بہت ہی مشہور ہیں۔اخمیم کا شہد دُور دُور تک جاتا ہے حضرت ذوالنون المصریؒ کا وطن یہی موضع ہے۔شندویل یہ دریائے نیل کے ساحل پر ایک قصبہ ہے۔جہینہ۔یہ بھی بائیں ساحل پر ہے اور مختلف بستیوں سے جو پاس پاس آباد ہیں مرکب ہے۔

ہفتم مدیریت قنا

اس مدیریت کے مشرق و مغرب میں توکوہستان ہے۔اور جنوب میں مدیریت اسوان ہے۔اس کا رقبہ مزروعہ (۲۷۸۰۰) ایکڑ اور آبادی قریباً (۴۰۷۰۰۰) ہے۔

بندرگاہ اسکا قنا ہے۔اس کے باشندوں کی تعداد سات ہزار تک ہے۔دریائے نیل کے دائیں ساحل سے کچھ ہی فاصلے پر آباد ہے تجارت غلہ کی بڑی منڈی ہے مٹی کے برتن خاصکر گھڑے اور صراحیاں یہاں ہلکی اور نفیس بنتی ہیں اور پانی انمیں بہت جلد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔قنا میں چند مزار بھی ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور عارف باللہ سید عبدالرحیم بن احمد القناوی

المتوفی ۶۹۲ھ کا مزار ہے۔

مدیریت قنا کے متعلق پانچ مرکز ہیں۔

اوّل۔ نجع حمادی۔ اسکا صدر مقام نجع حمادی کہ جس کو نجع ابی حمادی بھی کہتے ہیں دریائے نیل کے بائیں ساحل پر آباد ہے۔

دویم۔ دشنا۔ اسکا صدر مقام دشنا دریائے نیل کے ساحل شرقی پر آباد ہے یہاں مسور کی دال نہایت عمدہ پیدا ہوتی ہے۔

سویم۔ قنا۔ صدر مقام قنا ہے۔

چہارم۔ قوص۔ صدر مقام قوص دریائے نیل کے بائیں ساحل سے کچھہ ہی فاصلے پر آباد ہے یہاں کے سوتی چادریں اور رومال مشہور ہیں پہلے یہ موضع مصر کا مشہور مقام تھا اور بڑے بڑے علما و فضلا کا مولد و منشا تھا۔ چنانچہ مشہور شاعر بہاء الدین زہیر القوصی اور قاضی القضاۃ امام تقی الدین محمدؒ ابن دقیق العیدؒ القوصی یہیں کے رہنے والے تھے۔

پنجم۔ اسناد۔ اسکا صدر مقام اسنا ایک پرانی پہاڑی پر آباد ہے۔ بلندی مکانات کے باعث یہاں کی آب و ہوا خشک ہے۔ اسنا میں قدیم عمارات کے کچھہ آثار موجود ہیں یہاں سوتی کپڑے جیسے چادر۔ دوپٹے وغیرہ بنے جاتے ہیں۔ چادر یہاں کی "شقیق" کے نام سے دیار مصر میں مشہور ہے۔ اسنا کی زمین سے بھی علما و فضلا کا گروہ کثیر پیدا ہوا ہے کہتے ہیں کہ ایک وقت میں یہاں ستّر شاعر موجود تھے۔

اس مدیریت کے مشہور گانوں حسب ذیل ہیں:۔

نقادہ بائیں ساحل پر قوص کے سامنے آباد ہے۔ باشندے زراعت پیشہ اور تجار ہیں۔ سوتی اور ریشمی کپڑوں کے کئی کارخانے یہاں موجود ہیں۔ ضبعیہ دریائے نیل کے بائیں ساحل سے کچھہ ہی فاصلے پر ہے۔ شکر کا ایک کارخانہ یہاں بھی موجود ہے۔ خطارۃ ساحل چپ سے تھوڑے ہی

فاصلے پر آباد ہے۔ طوخ البلاص خطارہ کے شمال میں زاویۃ طوخ البلاص کے شمال میں۔ البلاص ساحل چپ سے کچھ فاصلے پر ناحیۃ الدیر۔ البلاص سے قریب جانب شمال کو۔ ناحیۃ الطینہ۔ الدیر کے شمال میں۔ ناحیۃ الفران الطینہ کے شمال میں۔ مذکورۂ بالا کل دیہات میں پانی پینے کا برتن جسے "بلاص" کہتے ہیں نہایت عمدہ بنتا ہے۔ الاقصر ساحل راست پر آباد ہے اور زمانۂ قدیم کی یہاں بہت سی عجیب و غریب صنعت کی عمارات استادہ ہیں۔ پیرس کے میدان الاتحاد (پلاس ڈالا کانکارڈ) میں جو بلند سنگین شمنار[1] استادہ ہے اسے یہیں سے لے گئے تھے۔ کرنک (یہ بھی ساحل راست پر ہی ہے اور یہاں عجیب و غریب وضع کا ایک ایوان ہے) القرنہ۔ یہاں بھی بے شمار آثار قدیمہ موجود ہیں اور اس کے جانب غرب کو ساحل نیل پر فراعنۂ مصر کا قبرستان جسے بیبان الملوک کہتے ہیں۔ الاقصر کے محاذ میں واقع ہے۔ آبو یہ مقام بھی کسی زمانے میں عالی شان عمارات سے آراستہ تھا۔

الاقصر۔ کرنک۔ القرنہ اور آبو کسی زمانے میں اس عالی شان شہر کی حدود میں تھے جو قصبہ منف سے پہلے فراعنۂ مصر کا دار السلطنت تھا۔ اس شہر کے ایک سو دروازے تھے اور یہ روئے زمین کے سب سے بڑے شہروں میں شمار کیا جاتا تھا۔

قفط۔ ساحل راست سے کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں بھی قدیم عمارات کے آثار موجود ہیں۔ قبطی اسی موضع کی طرف منسوب ہیں۔ زمانۂ قدیم میں یہ موضع ہندوستان۔ مصر۔ اور عرب کی تجارت کی منڈی تھا۔ یہاں

---

[1] اسے اوبے لسک ڈالکسر "کہتے ہیں۔ یعنی الاقصر کا مینار۔ یہ ایک ٹکڑا پتھر کا ۲۲ میٹر اور ۲۰ سنٹی میٹر بلند ہے جو قریب ۷۵ فیٹ انگریزی کے ہوتا ہے۔ ۱۸۳۳ء میں خدیو محمد علی نے فرانس کو یہ مینار ہنر کر دیا۔ میں نے اسے بھی پیرس میں دیکھا ہے ۱۲

ایک وادی کا منبع واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ یہیں وہ خلیج واقع تھی جو بطلیموس نے دریائے نیل اور بحر قلزم کے درمیان کھولی تھی۔ اسی کے پاس ایک اور وادی ہے جس میں سے ہوکر قصیر کو راستہ جاتا ہے۔ دندرہ۔ بائیں ساحل سے قریب آباد ہے۔ یہاں ایک بڑا بتخانہ ہے۔ جہاں سے فرانسیسی ایک پتھر لے گئے ہیں کہ جس پر فلک البروج کا نقشہ کندہ ہے یہ پتھر پیرس کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ یہاں کی مرغی جس کو "دندراوی" کہتے ہیں بہت موٹی ہوتی ہے اور بہت پسند کیجاتی ہے۔ کھجور۔ اور شجر الدوم (ایک قسم کے پام) کی یہاں افراط ہے۔ فرشوط۔ بائیں ساحل سے کسی قدر فاصلے پر آباد ہے۔ شکر کا ایک کارخانہ یہاں موجود ہے۔ بجورہ (یہ بھی ساحل مذکور سے فاصلے پر ہے۔ کھجور اور میوہ جات کی افراط ہے زیتون کے اور رس کے چند کولھو چلتے رہتے ہیں۔ سمہود (ساحل مذکور سے کچھ ہی فاصلے پر آباد ہے یہاں کے باشندے گھوڑوں کے انتخاب میں استاد ہیں اور عمدہ گھوڑے اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ارمنت۔ یہاں کے باشندے اکثر کاشتکار ہیں۔ بعض اونی اور سوتی کپڑے بناتے ہیں۔ اس کے قریب ایک قدیم بتخانہ ہے جہاں اب شکر کا ایک بڑا کارخانہ ہے۔ گتے۔ یہاں کے بڑے پاسبان ہوتے ہیں۔ مطاعنہ ساحل مذکور سے دور واقع ہے۔ یہاں بھی شکر کا ایک کارخانہ ہے۔

ہشتم مدیریت الحدود

یہ مدیریت شمال میں مدیریہ قنائے جنوب سے شروع ہوکر جنوب میں وادی حلفا کے پاس آبشار دویم تک اور مشرق و مغرب میں دریائے نیل کے ہردو جانب کوہستان تک پھیلی ہوئی ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ مصر کی انتہائی حدود میں بھی ایک مدیریۃ واقع ہے۔ رقبہ مزروعہ

(۱۴۱۰۰۰) ایکڑ اور آبادی (۲۰۰۰۰) نفوس کی ہے۔

بندرگاہ اسوان جہاں سات ہزار باشندے بستے ہیں۔ دریائے نیل کے دائیں ساحل پر آبشار اول کے قریب واقع ہے یہاں گوند۔ ہاتھی دانت۔ شتر مرغ کے پر کی بڑی منڈی ہے یہ چیزیں بلاد سوڈان سے یہاں آتی ہیں۔ اسوان کے سامنے دریائے نیل پر جزیرۃ الفیلہ یا جزیرۃ الفنتین واقع ہے اس شہر کے قریب پرانے زمانے کا ایک عظیم الشان مندر ہے جہاں بہت سے ستون اور آثار قدیمہ موجود ہیں۔

اس مدیریت کے چار مرکز ہیں:۔

اول۔ ادفو۔ صدر مقام ادفو ساحل چپ پر آباد ہے۔ یہاں بھی دو قدیم مندر ہیں۔ اہل ادفو ظروف گلی کے بنانے میں مشہور ہیں۔

دوئم۔ اسوان۔ صدر مقام اسوان۔

سوئم۔ الکنوز۔ صدر مقام کروسکو صحرائے العتمور کے سرے پر دریائے نیل کے دائیں کنارے آباد ہے صحرائے مذکور کے راستے سوڈان سے بربر کو شتر سوار آٹھ دن کی مسافت طے کرکے پہونچتے ہیں۔

چہارم۔ حلفا۔ صدر مقام وادی حلفا۔ دریائے نیل کے بائیں ساحل پر آباد ہے۔ آبشار دوئم جس کو "شلال وادی حلفا" کہتے ہیں اسی مقام کے پاس ہے

مشہور گانوں اس مدیریت کے حسب ذیل ہیں:۔

دراؤ۔ ساحل راست سے کچھ ہی فاصلے پر و بروے ساحل راست پر الدر یہ بھی اسی ساحل پر ہے۔ اور یہاں کھجور کی شاخوں اور پتوں سے ایسی نفیس چیزیں بنائی جاتی ہیں کہ کسی اور شہر میں ان کی مثل ملنی مشکل ہے۔ یہاں کے باشندے بھیڑوں کی ساخت پرداخت بھی کرتے ہیں۔ ابراہیم۔ ساحل مذکور سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہے "مشہور ابریمی کھجور" اسی جگہ پیدا ہوتی ہے

اس مدیریت کے اکثر باشندے خاصکر جو وسط سے جانب جنوب تک آباد

ہیں قوم بربر کے لوگ ہیں۔

فصل سوم

راستے اور سڑکیں

سڑکیں اور راستے جو آمد و رفت اور نقل اسباب اور مراسلت کے کام آتے ہیں دو قسم کے ہوتے ہیں خشکی کے راستے اور تری کے راستے یہی حال مصر کے راستوں کا ہے خشکی کے راستے یہاں ریلوے تار۔ قافلوں اور ڈاک کے اور زراعتی راستے ہیں تری کے راستے دریائے نیل الترع الکبیرہ۔ بحر روم اور بحر قلزم ہیں۔

خشکی کے راستوں کا بیان

ریلوے لائنیں

مصر کی ریلیں سرکار مصر کی ملکیت ہیں اور انکا انتظام ایک کمیٹی کے متعلق ہے جس کے تین ممبر ہوتے ہیں۔ ایک انگریز جو صدر مجلس ہوتا ہے۔ دوسرا فرانسیسی اور تیسرا مصری کل طول مصر کی ریلوں کا ۱۸۰۰ کیلو میٹر ہے اور یہ ریلیں سوائے تین چھوٹی لائنوں کے جو چند یوروپین کمپنیوں کے قبضے میں ہیں۔ باقی سب سرکاری ہیں۔ آجکل اندازاً تین سو انجن اور ساڑھے چھ ہزار گاڑیاں مصر کی ریلوے سڑک پر چلتی ہیں ان گاڑیوں میں پانچسو تو مسافر گاڑیاں اور باقی چھ ہزار مال گاڑیاں ہیں۔

سرکاری لینیں حسب ذیل ہیں :-

۱- مصر سے اسکندریہ تک - اس کی لمبائی (۲۰۸) کیلو میٹر ہے - اور "الخط الطوالی" کے نام سے مشہور ہے اس کے بڑے اسٹیشن قلیوب بنہا - برکتہ السبع - طنطا - کفر الزیات - اتیائے البارود - دمنہور - اور کفر الدوار ہیں -

۲- قاہرہ سے المنصورۃ تک - لمبائی (۱۴۸) کیلو میٹر مشہور اسٹیشن - قلیوب نوی - شبین القناطر - بلبیس - زقازیق - ههیا - ابو کبیر - کفر صقر - اور سنبلاوین ہیں -

۳- قاہرہ سے سویس تک - لمبائی (۵۴۲) کیلو میٹر مشہور اسٹیشن - قلیوب - بنہا - منیا القمح - زقازیق - التل الکبیر - اسمعیلیہ ہیں -

۴- قاہرہ سے اتیائے البارود تک - لمبائی (۱۱۲) کیلو میٹر مشہور اسٹیشن انبابہ - بولاق الدکرور - مناشی - وردان - کفر داؤد - کوم حمادہ ہیں -

۵- قاہرہ سے نجع حمادی تک - لمبائی - (۵۲۵) کیلو میٹر مشہور اسٹیشن انبابہ - بولاق دکرور - الجیزہ - حوامدیہ - بدرشین - عیاط - واسطہ - اشمنت - بوش - بنی سویف - ببا الکبرے - فشن - مغاغہ - آبتہ الوقف - بنی مزار - مطائی - فلوسنا - سمالوط - المنیا - ابو قرقاص - الروضہ - ملوی - دیروط - نزالی جنوب - بنی قرہ - منفلوط - اسیوط - ابو تیج - صدفا - طما - طہطا - سوہاج - المنشاہ - جرجا - البلینا -

۶- کوبری اللیمون (واقع قاہرہ) سے مرج تک - لمبائی (۱۲) کیلو میٹر - مشہور اسٹیشن - ومرداش - القبہ - الزیتون - المطریہ -

۷- قاہرہ سے قناطر خیریہ تک - لمبائی (۲۴) کیلو میٹر مشہور اسٹیشن شبری قلیوب -

۸- طنطا سے دمیاط تک - لمبائی (۱۱۷) کیلو میٹر مشہور اسٹیشن - محلۃ روح

المحلۃ الکبرے - سمنود - طلخا - شربین - راس الخلیج - فارسکور - کفرالبطیخ - اس لائین سے ایک اور شاخ شربین سے بسندیلہ ہوتی ہوئی بلقاس تک گئی ہے -

۹- طنطا سے اشمون تک - لمبائی ۵۰ کیلو میٹر مشہور اسٹیشن تلا - تبا لوتون شبین الکوم - منوف -

۱۰- طنطا سے دسوق تک - لمبائی (۵۳) کیلو میٹر مشہور اسٹیشن محلہ روح اور قلین ہیں - اس کی ایک شاخ قلین سے کفر الشیخ تک گئی ہے -

۱۱- طنطا سے زفتی تک - لمبائی (۴۴) کیلو میٹر مشہور اسٹیشن محلۃ روح - قرشیہ - سنطہ ہیں -

۱۲ بنہا سے زقازیق تک - لمبائی (۵۳) کیلو میٹر - مشہور اسٹیشن مینا القمح ہی

۱۳- بنہا سے میت برہ تک - لمبائی (۱۱) کیلو میٹر ہے -

۱۴- دمنہور سے رحمانیہ تک - لمبائی (۲۰) کیلو میٹر مشہور اسٹیشن سنہور ہے

۱۵- اسکندریہ سے رشید تک - لمبائی (۱۷) کیلو میٹر - مشہور اسٹیشن سیدی - الرمل - ابوقیر - اور ادکو ہیں - اس لائین سے ایک اور شاخ ادکو سے ادفینہ کو جاتی ہے -

۱۶- اسکندریہ سے مکس تک - لمبائی (۱۸) کیلو میٹر مشہور اسٹیشن - الحضرۃ النزہتہ - غیط العنب ہیں -

یوروپین سرمایہ داروں کی ملکیت ریلیں حسب ذیل ہیں :-

۱- باب اللوق (واقع قاہرہ) سے حلوان تک - لمبائی (۴۰) کیلو میٹر ہے مشہور اسٹیشن طرہ - المعصرہ - حلوان ہیں - یہ لائین سوارس کمپنی کے قبضہ میں ہے -

۲ اسمعیلیہ سے پورٹ سعید تک لمبائی (۳۲) کیلو میٹر مشہور اسٹیشن القنطرہ اور راس العش ہیں - یہ لائین نہر سویس کی کمپنی کے قبضہ میں ہے -

۳- اسکندریہ سے الرمل تک - یہ لاین ایک انگلش کمپنی کے قبضے میں ہے۔
علاوہ بریں گورنمنٹ مصر کے پاس وجہ قبلی میں اور بھی ریل ہے جو پیداوار ارضی کے لانے اور لیجانے کے کام آتی ہے - اس کی لمبائی (۱۰۰۵) کیلومیٹر سے زیادہ ہے۔
ذیل میں چند اور لائینوں کے نام لکھے جاتے ہیں جو یا تو زیر تعمیر ہیں یا قریب الاختتام ہیں :-
اول - کفر الشیخ سے بلقاس تک یہ لین مقام بیلہ سے ہوئی جاتی ہے۔
دویم - طلین سے کفر الزیات تک بسیون ہوتی ہوئی گئی ہے۔
سیوم - دمنہور سے حوش عیسے تک - محلہ کیل سے ہوتی ہوئی گئی ہے۔
چہارم - محلہ کیل سے اسکندریہ تک۔
پنجم - الفیوم سے باطسا ہوتی ہوئی الفرق تک گئی ہے۔
ششم - نجع حمادی سے دشنا ہوتی ہوئی قنا تک۔
ہفتم - قنا سے قوص اور الاقصر ہوتی ہوئی اسوان تک۔

تار برقی کے سلسلے

ملک مصر کے تار برقی کے سلسلوں کا طول (۳۲۰۰) کیلومیٹر اور خود تار کا طول اندازاً (۱۱۰۰۰) کیلومیٹر ہے - تار عموماً ریل کے ساتھ ساتھ موجود ہے کیونکہ کوئی ایسا ریلوے اسٹیشن نہیں جہاں تار نہو - تار کے سلسلے البتہ کئی ایسے موجود ہیں جہاں ریل ابھی نہیں پہونچی ہے۔
مصر کے سلسلہ ہائے تار حسب ذیل ہیں :-
۱- نجع حمادی سے اسوان اور وادی حلفا تک۔
۲- قنا سے قصیر تک۔
۳- دمنہور سے رشید تک۔

۴- صالحیہ۔ القنطرہ۔ اور عریش سے غزہ۔ یافا وغیرہ بلاد شام تک۔ اور پھر یہاں سے قسطنطنیہ تک جہانکہ وہ یوروپ کے سلسلوں سے ملگیا ہے۔

اسکندریہ سے یوروپ تک تار کا بحری سلسلہ بھی گیا ہے۔ جن میں سے ایک تو اسکندریہ سے برنڈزی کو جاتا ہے اس کے راستے میں جزیرہ کریٹ اور جزیرہ نماے یونان پڑتے ہیں۔ دوسرا اسکندریہ اور جزیرہ مالٹا کے درمیان واقع ہے۔ تیسرا اسکندریہ اور جزیرہ قبرس کے درمیان ہے۔ چوتھا سلسلہ بحر قلزم میں سویس اور عدن کے درمیان ہے۔ یہ چاروں سلسلے انگلش کمپنی کے قبضے میں ہیں۔

ڈاک

ڈاک کا محکمہ آجکل مصر میں انتظام کے لحاظ سے نہایت اچھی حالت میں ہے حالانکہ اس کو قایم ہوئے ۳۵ سال سے زیادہ کا عرصہ نہیں گذرا۔ اسوقت اس ملک میں (۶۰۰) سے زیادہ ڈاکخانے موجود ہیں جو ریلوے اسٹیشنوں اور تارگھروں سے ملحق ہیں۔ انکے علاوہ مختلف جہات میں اور ڈاکخانے بھی ہیں۔ جہانکہ ڈاکخانہ ریلوے اسٹیشن کے پاس ہے ایک خاص گاڑی ڈاک کے خطوط اور پارسلوں کے لئے مخصوص ہوتی ہے اور جہاں ریلوے پاس نہیں ہے وہاں کی ڈاک دریاے نیل یا کسی بڑی نہر کے آگبوٹوں میں جاتی ہے خاصکر کفر الزیات سے العطف اور اد فینہ جانیوالی ڈاک "فرع رشید" کے آگبوٹوں میں منصورہ سے منزلہ جانیوالی ڈاک جر صغیر کے آگبوٹوں میں قناطر خیریہ سے شبین الکوم کو جانے والی ڈاک ریاح المنوفیہ میں اور نجع حمادی سے اسوان اور وادی حلفا کو جانیوالی ڈاک دریاے نیل کے آگبوٹوں میں جاتی ہے۔

قافلوں کے راستے

پہلے یہ راستے بہت زیادہ تھے۔لیکن ریلوے لائینوں کے پھیلنے سے اُن کی تعداد بہت کم ہوگئی ہے۔اور آجکل سوائے واحات کے راستوں کے قنا سے قصیر تک جانیوالے راستے اور صالحیہ سے قطرہ اور عریش کو جانے والی راستے کے اور کوئی راستہ باقی نہیں ہے۔

فصلی سڑکیں

چونکہ دیہات اور قصبات کے درمیان ایسی وسیع اور باقاعدہ سڑکوں کا ہونا ضروری تھا جن سے ایک مقام کی پیداوار دوسرے مقام کو جاسکے اور نہ فقط مسافت بلکہ صرف بھی کم ہو اس لئے گورنمنٹ مصر نے کچھ عرصے سے ایسی آہنی سڑکیں بنانی شروع کردیں اور ان کا نام "سکک الزراعیہ" یعنے فصلی سڑکیں رکھا ہے پہلے صرف نہروں کی اور دریائے نیل کے پلوں پر یہ سڑکیں بنی ہوئی تھیں۔اب گورنمنٹ مصر نے مدیریات کے اکثر حصوں میں ان سڑکوں کی تیاری شروع کی ہے۔امید ہے کہ چھوٹی پٹری کی آہنی سڑکیں جا بجا اطراف مصر میں پھیل جائیں گی۔گورنمنٹ نے چند دیسی اور یوروپین مشترکہ جماعتوں کو بھی منوفیہ اور الفیوم کے بعض مقامات میں آہنی سڑکیں بنانے کی اجازت دیدی ہے۔

اور چونکہ کمیشن اراضی میریہ (یعنی خدیوی آراضی جو قرضہ مصر کے لئے رہن ہے) کو راستوں کی سہولیت کا اور نقل اسباب کی دشواریوں کو کم کرنے کا پہلے سے خیال تھا اس لئے اس نے گورنمنٹ کی تحریک سے بہت سی جگہ یہ سڑکیں بنا لی ہیں۔ہمکو امید ہے کہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد اس قسم کی سڑکیں کثرت سے تیار ہوجائیں گی اور نہ صرف پیداوار

کے جلد اور باسانی پہونچنے کا فائدہ ہوگا بلکہ کاشتکاروں کو اس تکلیف دہ کام سے سبکدوشی نصیب ہوگی۔

تری کے راستے

باہر سے آنیوالا مال دریائے نیل کے اور مصر کی بڑی نہروں کے ذریعے سے اس ملک میں داخل ہوتا ہے۔ پہلے یہاں کے پانیوں میں صرف بادبانی جہازوں کی آمد و رفت تھی۔ لیکن ریلوں کی کثرت اور پلوں کی تعمیر اور جہاز پر ٹیکس لگنے کی وجہ سے خاصکر مختلف کمپنیوں کے پیدا ہوجانے سے بے شمار آگبوٹ تیار ہوگئے۔ تاہم اُن کی تعداد پہلے سے کم ہے۔ یہ جہاز مصر کی ترقی کا سرچشمہ ہیں۔ پہلے ان کی تعداد (۳۰۰۰) سے بھی زیادہ تھی لیکن اب صرف (۱۲۰۰) رہگئی ہے اس میں (۱۲۰۰) جہاز شکار کے اور (۴۰۰) نیل کی کشتیاں بھی شامل ہیں۔ مصر سے باہر جو بحر روم اور بحر قلزم کے راستے ہیں۔ ان میں کہیں کہیں گورنمنٹ مصر کے جہاز چلتے ہیں اور وہ "البوسطہ الخدیویہ"[1] کہلاتے ہیں۔ یہ اسکندریہ اور پورٹ سعید سے روانہ ہوکر شام۔ اناطولیا۔ قسطنطنیہ اور بحر قلزم کے تمام بندرگاہوں کو جاتے ہیں۔ بعض آگبوٹ یوروپین سرمایہ داروں کے ہیں جن میں سے کچھ تو صرف بحیرہ روم کے تمام بندرگاہوں کو جاسکتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو سویس کو طے کرتے ہوئے چین و جاپان۔ آسٹریلیا۔ اور مشرقی ساحل افریقہ تک جاتے ہیں اور جاتے وقت ہندوستان اور موریس کے بندرگاہوں میں اور آتے وقت پورٹ سعید کے بندرگاہ دیکھتے ہوئے آجاتے ہیں۔

---

[1] افسوس ہے کہ یہ سرکاری جہاز اب کچھ عرصہ سے ایک انگریزی کمپنی کے حوالے کردیئے گئے

فصل چہارم

نہر سویس

نہر سویس سے مراد وہ قطعۂ بحر ہے جو بحرہ روم کو بحر قلزم سے ملاتا ہے یہ قطعہ بحر خاکنائے سویس یا سویز کو جو ایشیا اور یوروپ کو ملاتی ہے قطع کرتا ہوا ایک سمندر سے دوسرے سمندر کو جاتا ہے۔

مورخین کا اتفاق ہے کہ ان دونوں سمندروں کے ملانے کا خیال کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ قدیم زمانے سے چلا آتا تھا۔ لیکن قدما نے صرف دریائے نیل کو بحر قلزم سے ملانے کی تجویز سوچی تھی۔ خاکنائے سویس کے ذریعے سمندروں کو ملا دینے کا خیال انکو نہیں ہوا تھا۔ مورخین اسلام کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے یہ خیال موجود ہے۔ یونان کے مورخوں کا بیان ہے کہ سیسٹرس یا سترسیس (رسیس ثانی) فرعون مصر پہلا شخص تھا جس نے یہ خیال کیا۔ پھر ایک اور فرعون نیخاؤس ثانی نے اس خیال کو عمل میں لانا شروع کیا۔ اس نے دریائے نیل کی قدیم شاخ سے جو بحر روم میں اس زمانے کے ایک شہر الفرما کے پاس گرتی تھی ایک خلیج کھودی یہ شہر پورٹ سعید کے پاس آباد تھا۔ اور وہاں خلیج مذکور کا ایک قدیم شہر بوباسطیس کے پاس تھا۔ اس کے کھنڈر اب تک شہر زقازیق کے پاس ہیں رسیس اس خلیج کو تمام کرنے نہیں پایا۔ دارا ثالث کے زمانے میں جب ایرانی مصر میں آئے تو انھوں نے اس کام کو پورا کیا۔ اس کے بعد بطلیموس ثانی نے اس کی تجدید کی۔ پھر کچھ عرصے کے بعد اس کی طرف سے بے توجہی کی گئی وہ بھر دی گئی اور اس کی آمد و رفت بند ہی۔ یہانتک کہ مسلمانان کا

زمانہ آیا۔ اور حضرت عمرو بن العاص فاتح مصر نے خاکنائے سویز کو کاٹکر ان دونوں سمندروں کے ملانے کی خواہش کی اور خلیفۂ وقت سے اجازت مانگی۔ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضؓ نے آپ کو اجازت نہیں دی صرف خلیج مذکور کی تجدید کا اور اس کے دہانے کو مصر العتیقہ کی طرف پھیر دینے کا حکم دیا جس کی تعمیل حضرت عمرو بن العاص نے کی۔ پھر جب سنہ ۱۴۵ھ میں محمد بن عبد اللہ بن حسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ میں آزادی کا جھنڈا بلند کیا تو ابو جعفر منصور عباسی نے اپنے عامل متعینہ مصر کو لکھا کہ اس خلیج کو بھر واکر بند کرا دے تاکہ یہاں کے لوگ مدینہ منورہ کو سامان جنگ نہ بھیج سکیں۔ عامل مصر نے خلیفہ منصور کے حکم کی پیروی کی اور اس سال سے دریائے نیل کا اتصال بحر قلزم سے نہیں رہا۔ اس خلیج کے آثار اب تک سویس کے پاس موجود ہیں۔

گذشتہ صدی کے شروع میں جب فرانسیسی مصر میں داخل ہوئے تو نپولین بوناپارٹ نے دونو سمندروں کے ملانے کی تجویز سوچی۔ لیکن وہ اس کام کو پورا نہ کرسکا۔ آخر ایک فرانسیسی فرڈیننڈ ڈیلسپس نامی جو فرانس کی طرف سے مصر میں قونسل تھا سنہ ۱۸۳۱ء میں اس کام پر مقرر ہوا۔ اس نے محمد سعید پاشا مرحوم کے عہد میں گورنمنٹ مصر سے اس بارہ میں چند شرطیں منظور کرائیں اور پھر یورپ کے سرمایہ داروں سے مال وافر جمع کر کے ۲۵ - اپریل سنہ ۱۸۵۹ء کو یہ کام شروع کر دیا اور دس سال کے عرصے تک مارچ سنہ ۱۸۶۹ء میں اس کام کو پورا کر دیا۔ اسی مہینے میں اسمعیل پاشا مرحوم خدیو مصر اگبوٹ میں سوار ہوکر اپنے تمام اراکین سلطنت کے ساتھ اپنا سویز کی راہ بحر قلزم سے بحر روم کو گئے۔ اور پھر وہاں سے یورپ کا سفر کیا۔ اور وہاں کے بادشاہوں کو افتتاح نہر سویز کے عظیم الشان جلسے میں شریک ہونے کے لئے مدعو کیا۔ یورپ کے بادشاہ اور روساء اس

جشن میں شریک ہوئے اور ایسا انبوہ کثیر اس وقت جمع ہوا کہ کبھی نہیں ہوا تھا۔

اس نہر کے کھودے جانے سے ایشیا اور یوروپ کی آمد و رفت آسان ہوگئی۔ اور ان دونو براعظموں کا فاصلہ بہت کم ہوگیا۔ پہلے یوروپ سے آنے والے جہاز افریقہ کے گرد راس امید کو گھوم کر جاتے تھے۔ اور اس طرح انکو چھ ہزار کوس سے زیادہ مسافت طے کرنی پڑتی تھی۔ اب یہ مسافت نصف رہگئی ہے اُدھر سے آنیوالے جہاز اب بحر روم اور بحر قلزم سے ہوتے ہوئے بحر ہند میں چلے آتے ہیں۔ یوروپ سے ایشیا کو آنیوالے جہاز اس کثرت سے آتے ہیں کہ مصر چار دانگ عالم کے باشندوں کا مرجع و ماوی بنگیا ہے اور دنیا بھر کی سلطنتیں اب اس ملک کو بڑی وقعت سے دیکھتی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بڑی علت پیدا ہوئی ہے کہ یہ ملک غیر قوموں کی آپا دھاپی کا دنگل بنگیا ہے۔ اور عجیب عجیب ملکی پیچیدگیاں اس میں پیدا ہوگئی ہیں۔ غالباً حضرت عمر بن الخطاب رض کو اس نہر کی طرف سے یہی اندیشہ ہوگا

نہر سویز کا طول (۱۶۰) کیلومیٹر ہے۔ اور عرض پچاس سے سو کیلومیٹر تک ہے اور عمق چھ سے دس میٹر تک ہے۔ نہر سویس بحیرہ منزلہ۔ بحیرہ تمساح۔ اور بحیرات مرّہ کے بیچ میں سے ہوکر گذرتی ہے۔ پورٹ سعید سے جو بحر روم پر واقع ہے شروع ہوکر قصبہ سویس پر جو کہ بحر قلزم کے کنارے آباد ہے ختم ہوجاتی ہے۔ اس کے مشہور اسٹیشن رأس العش القنطرہ۔ الفردان۔ اسمعیلیہ۔ الجسر اور طوسون ہیں۔ اس کی طیاری پر پچاس کروڑ فرانک یا دو کروڑ

لہ سنہ ۱۹۱۰ء میں نہر سویز سے (۳۴۴۱) جہاز اور (۲۸۲۰۹۴) مسافر گذرے۔ ان میں (۲۰۰۴) تجارتی جہاز (۷۷۳) ڈاک کے (۲۶۱) جنگی اور باربرداری کے جہاز تھے۔ انمیں (۱۹۳۵) صرف انگلستان کے جہاز تھے۔

گئے تھے خرچ ہوئے تھے۔

فصل پنجم

مصر کی پیداوار اور تجارت کا بیان

فرع اوّل

مصر کی پیداوار

معدنیات۔ مصر کے پہاڑوں میں اور صحراء العرب اور جزیرہ نما طور سینا میں بیشمار کانیں موجود ہیں لیکن بعض کانیں اس لئے برآمد نہیں کی گئیں کہ اُن کی مالیت اسقدر بھی اندازہ نہیں کی گئی ہے کہ کھودنے اور برآمد کرنے کے مصارف بھی اُس سے ادا ہو سکیں گے۔ یہ کانیں سونا۔ چاندی۔ رانگ تانبا۔ لوہا۔ زمرد۔ اور عقیق کی ہیں۔

پتھر بھی یہاں کے پہاڑوں میں قسم قسم کا ہوتا ہے اور کوشش سے برآمد ہو سکتا ہے۔ ان میں سے ایک حجر جیری ہے جس کی ایک قسم اندرون آب کی عمارتوں میں کام آتی ہے۔ ایک قسم ذویش کہلاتی ہے۔ ایک قسم سنگتراشی کے کام آتی ہے۔ ایک اور قسم سے چونا بنتا ہے۔ ایک اور قسم ہے جو سلطانی عمارات کے کام آتا ہے۔ دوسرا پتھر حجر جبس ہے۔ یہ سب پتھر جبل مقطم میں کثرت سے موجود ہیں۔ حجر رملی بھی کثرت سے پیدا ہوتا ہے مصر کے قدیم باشندوں

---

۵ یہ رقم ہندوستانی سکہ میں آجکل کے حساب سے بیس کروڑ روپیہ کے برابر ہے۔ اور گورنمنٹ مصر کے قرضہ میں نہر کھودنے اور شان و شوکت سے اُسکے افتتاح کا جلسہ کرنے اور یوروپین سلاطین اور امرا کو مدعو کرنے سے بہت کچھ اضافہ ہو گیا تھا۔

ینے اس پتھر کو اپنی عبادتگاہوں کی تعمیر میں اس لئے لگایا ہے کہ وہ مضبوط بہت ہوتا ہے۔ اور پانی اور ہوا کے صدموں کا مقابلہ عرصۂ دراز تک کر سکتا ہے۔ متاخرین نے اس خیال سے کہ اس کو جبل السلسلہ کیطرف سے اسوان کے پاس سے لانا پڑتا ہے اس پتھر کو اپنی عمارات میں لگانا ترک کر دیا ہے۔ اور بجائے اس کے حجر جیری کو جو ان کے مسکنوں سے قریب موجود ہے استعمال کیا ہے۔ اس کے علاوہ حجر بلاط خاصکر طرہ معصرہ اور حلوان کے کوہستان میں موجود ہے حجر طواحین جبل احمر میں عباسیہ۔ قایتبائی اور جبل مقطم کے اور حصوں میں بکثرت موجود ہے۔ اور سب سے عمدہ اسوان سے برآمد ہوتا ہے سب سے ردّی چکیاں بنانے کے کام آتا ہے حجر الکسن۔ قنا اور قصیر کے درمیان برآمد ہوتا ہے۔

سنگ مرمر بھی قسم کا ہوتا ہے چنانچہ اسیوط۔ المینا۔ اور بنی سویف میں سپید مرمر پیدا ہوتا ہے۔ اسوان کے اکثر مقامات سے سرخ مرمر برآمد ہوتا ہے۔ اور بلحاظ مضبوطی کے سنگ مرمر کی تمام قسموں سے افضل ہے۔ فراعنۂ مصر اسی پتھر سے عالی شان عمارات مثل میناروں وغیروں کے بنا لیتے تھے۔ سنگ مرمر کی ایک اور قسم سنگ سماق بھی یہاں خصوصاً جبل دخان سے برآمد ہوتی ہے مصر کی سب سے بڑی معدنی پیداواروں میں سے کھانے کا نمک اور شورہ بھی ہیں۔ شورہ رشید اور دمیاط کے شورہ زاروں سے اور وادی نطرون سے برآمد ہوتا ہے۔

مزروعات:۔ مصر کے باشندوں کی دولت کا سرچشمہ یہاں کی مزروعات ہیں اور اسی وجہ سے اکثر باشندے یہاں کے زراعت پیشہ ہی ہیں۔ کاشتکاری یہاں تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک صیفیہ (گرمیوں میں) دوسری نیلیہ (یا یابی نیل کے زمانے میں) تیسری شتویہ (جاڑوں میں) زراعت صیفیہ کی مشہور پیداوار ایک تو زولی ہے۔ اس کی کاشت وجہ بحری کے تمام شہروں

میں اور الفیوم اور بنی سویف میں ہوتی ہے۔ دوسری پیداوار نیشکر ہے۔ اس کی زیادہ کاشت وجہ قبلی میں ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ارز سلطانی (چاولوں کی ایک قسم) عین النبت (جس کی کاشت بحیروں کے پاس کثرت سے ہوتی ہے) تل۔ علاوانی۔ سیم۔ جوار۔ ککڑی۔ خربوزہ۔ کھیرا بھی اس فصل کی پیداوار ہیں۔
زراعت نیلیہ کی مشہور پیداوار ایک تو جوار ہے جس پر مزارعین مصر کی گذران کا دار و مدار ہے۔ یہ وجہ بحری میں کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ دوسری پیداوار ارز سبعینی[1] (ایک قسم کا چاول) ہے جو بحیروں کے قرب و جوار میں کثرت سے پیدا ہوتا ہے زراعت شتویہ کی بڑی پیداوار گیہوں۔ جو۔ سیم۔ مرچ۔ مسور۔ حلبہ۔ السی۔ مہندی۔ پیاز۔ اور مختلف ساگ ہیں۔ لیکن یہ ساگ سوائے جاڑوں کے اور موسموں میں بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔
مصر کے میوہ جات میں سے زیادہ پیدا ہونے والے یہ ہیں۔ رنگترے۔ نیبو۔ انار۔ انگور۔ انجیر۔ آڑو۔ خربوزہ۔ کھیرا۔ اور خوبانی ہیں۔
کھجور مصر میں کثرت سے ہوتی ہے۔ چنانچہ گیارہ لاکھ درخت کھجور کے وجہ بحری میں اور چھبیس لاکھ درخت وجہ قبلی اور واحات میں پیدا ہوتے ہیں۔
جنگل مصر میں بالکل نہیں ہیں۔
مصر کے خانگی جانور گھوڑا۔ گدھا۔ خچر۔ اونٹ۔ گائے بھینس۔ کتا۔ اور بلی وغیرہ ہیں۔ وحشی جانور۔ گفتار۔ بھیڑیا۔ خرگوش۔ لومڑی۔ اور پرندوں میں سے مرغی۔ کبوتر۔ بطخ۔ لوا۔ چنڈول۔ چڑیا۔ بلبل۔ کرگس۔ سرخ۔ چرغ۔ چیل۔ اور کوا ہیں۔ حشرات الارض میں سے اژدہا۔ سانپ۔ بچھو۔ کنکھجورا۔ تتیہ۔ شہد کی مکھی۔ ریشم کا کیڑا ہیں۔ انڈے سے بچے پیدا کرنے کی حرفت بھی اطراف مصر میں رائج ہے۔ چنانچہ وہاں بہت سے کارخانے ہیں۔ جہاں ریشم کے کیڑے

[1] غالباً جس طرح پنجاب میں وہاں کی ایک قسم سٹھی ہوتی ہے۔ ایسی ہی مصر میں یہ ارز سبعینی ہوگی جو ستر دن میں تیار ہوتی ہوگی۔

کے انڈوں کو کافی حرارت پہونچا کر بچے نکالے جاتے ہیں۔
مچھلیاں مصر کے بحیرہ منزلہ اور بحیرہ برلس میں کثرت سے ہوتی ہیں۔ یہ مچھلیاں خشک بھی کیجاتی ہیں۔ اور اُن سے بطارخ بھی نکالا جاتا ہے۔

مصنوعات:۔ سب سے بڑی چیز جو مصر میں تیار ہوتی ہے۔ وہ شکر ہے شکر بنانے کے نو کارخانے سرکاری ہیں۔ تین تو مدیریت قنا کے تابع مطاعنہ ضبعیہ۔ اور ارمنت میں چھ مدیریت اسیوط اور مدیریت المینا کے قصبوں۔ روضہ۔ ابو قرقاص۔ المینا۔ مطائی۔ مغاغہ۔ اور ببا الکبرے میں۔ ان کے علاوہ باشندگان مصر کے بھی ذاتی کارخانے ہیں۔ گو ان میں سرکاری کارخانوں کا سا اہتمام نہیں۔
شکر صاف کرنے کے دو کارخانے ہیں ایک انمیں سے الجیزہ کے موضع حوامدیہ میں اور دوسرا المینا کے گانوں شیخ فضل میں موجود ہے۔
مصر کی مشہور حرفت روئی کا کام ہے۔ یہاں اندازاً ایک سو روئی کے پیچ اُن مقامات میں کہ جہاں روئی بوئی جاتی ہے موجود ہیں یہ مقامات حسب ذیل ہیں۔
وجہ بحری۔ فیوم۔ بنی سویف (خاصکر اسکندریہ میں) دمنہور۔ کفر الزیات طنطا۔ المحلہ۔ زفتی۔ سمنود۔ طلخا۔ شبین۔ الکوم۔ برکۃ السبع۔ المنصورہ۔ میت غمر زقازیق۔ مینا القمح۔ بنہا۔ شبین القناطر۔ مدیریۃ الفیوم۔
چانول صاف کرنے کے بھی کئی کارخانے ہیں۔ جو خاصکر رشید اور دمیاط میں جہانکہ چانول بہت پیدا ہوتا ہے زیادہ ہیں۔ علاوہ مذکورۂ بالا مصنوعات کے اور بھی کئی چیزیں یہاں بنائی جاتی ہیں۔ جن میں زیادہ قابل ذکر یہ ہیں۔
عطریات۔ سوتی کپڑے۔ اونی۔ ریشمی پارچہ جات اور پشمینے۔ کھال کی رنگائی۔ تانبے کو کوٹنا۔ اور نیز اور چند معدنیات کو کوٹنا۔ زیورات۔ توپوں کا ڈھالنا چنائیاں۔ ظروف گلی جیسے۔ مٹکے۔ صراحیاں۔ دیاسلائیاں۔ صابون۔ مصنوعی

برف وغیرہ وغیرہ۔

فرع ثانی

مصر کی تجارت کا بیان

تجارت کی دو قسمیں ہیں۔ داخلی (اندرونی) اور خارجی (بیرونی)
مصر کی اندرونی تجارت سے خود اس ملک کی پیداوار روئی۔ گیہوں۔ جو
سیم۔ سور۔ چانول وغیرہ کا بیچنا اور ان چیزوں کا خرید نا مراد ہے جو ملک
میں موجود ہیں۔ خواہ وہ باہر سے یہاں آئی ہوں یا یہیں بنائی گئی ہوں
جیسے پارچہ جات۔ شکر۔ بُن۔ صابون۔ تمباکو وغیرہ۔ چنانچہ جب فصلیں
کاٹی جاتی ہیں تو دیسی اور پردیسی سوداگر ملک کے مختلف حصوں میں پھیل جاتے
ہیں اور مزارعین سے مال خرید کر اسکندریہ بھیجتے ہیں تاکہ وہاں سے غیر
ملکوں کو بھیجدیا جائے۔ مزارعین جب سوداگروں سے قیمتیں وصول کر لیتے
ہیں تو ان کو لیکر شہروں میں جاتے ہیں تاکہ وہاں سے اپنی ضروریات کو
خریدیں۔

یہ تجارت اب بہت آسان ہوگئی ہے۔ اور جوں جوں بری اور بحری ریلیں
بڑھتے جائیں گے۔ اسمیں زیادہ آسانی ہوتی جائے گی۔ اندرونی تجارت کی
بڑی منڈیاں آجکل قاہرہ۔ اسکندریہ۔ دمیاط۔ سویس اور کل مدیریات کے
صدر مقام۔ اور بڑے بڑے دیہات ہیں۔ عُرس کے زمانے میں ان منڈیوں
میں بالخصوص قاہرہ۔ طنطا۔ اور دسوق میں معمول سے زیادہ رونق ہوتی ہے
بیرونی تجارت سے درآمد اور برآمد کا مال مراد ہے درآمد وہ مال ہے جو کسی

ملک میں غیر ملک سے آئے اور برآمد وہ مال ہے جو کسی ملک سے دوسرے ملک کو جاتا ہے۔ سب سے زیادہ اشیائے ذیل مصر سے باہر جاتی ہیں:۔
روئی۔ روئی کے بنولے۔ شکر۔ گیہوں۔ جو۔ سیم۔ جوار۔ مسور۔ چانول۔ کھجور۔ پیاز۔ شورہ۔ خشک مچھلی۔ بطروع۔ چند ریشمی کپڑے جیسے شاہی اور چند قسم کے سوتی پارچہ جات۔ کل اشیائے برآمد کی مالیت جو زیادہ تر انگلستان۔ فرانس۔ روس۔ روم۔ آسٹریا۔ ہنگری۔ اور پرشیا کو جاتی ہیں۔ ایک کروڑ چالیس لاکھ گنی سالانہ ہے۔ اشیائے درآمد یہ ہیں۔
بانات۔ ریشم۔ اون۔ ترکی ٹوپیاں۔ قالین۔ سوتی۔ اونی اور ریشمی کپڑے عمارات کی لکڑی۔ جلانے کی لکڑی۔ پتھر کا اور جلانے کا کوئلہ۔ شکر۔ پن۔ صابن۔ تمباکو۔ موم۔ تیل۔ کاغذ۔ شیشہ۔ انجن۔ دوائیں۔ نفیس پتھر۔ تانبا۔ رانگ۔ پیتل۔ لوہا فولاد۔ چھریاں۔ ہتھیار۔ زندہ جانور۔ چینی کے برتن۔ وغیرہ جن کی مالیت ایک کروڑ گنی سالانہ اندازہ کی گئی ہے۔ یہ اشیائے درآمد زیادہ تر انگلستان فرانس۔ بلجیم۔ روم۔ آسٹریا۔ ہنگری۔ اٹلی۔ روس۔ ہندوستان۔ عرب۔ ایران۔ چین۔ جاپان۔ اور امریکا سے آتی ہیں۔ درآمد اور برآمد کی تجارت کا مال اسکندریہ۔ سویس۔ اور دمیاط کے بندرگاہوں سے آتا جاتا ہے۔ اور اسی آمد و رفت پر ان شہروں کی عظمت کا دارومدار ہے۔

فصل ششم

گورنمنٹ مصر کا انتظام

مصر دولت عالیہ عثمانیہ کا ایک حصہ ہے۔ اور اس کی حکومت مطلق العنان اور خدیویہ ہے۔ مطلق العنان تو اس لئے کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں اسکا

انتظام ہی انکو رعایا کی یا وکلاء رعایا کی جوابدہی لازم نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ چاہیں تو جو طریق انتظام انکو اچھا معلوم ہو اُسے اختیار کر سکتے ہیں۔ انھیں اختیار ہے کہ اندرونی نظام حکومت کو بالکل بدل ڈالیں۔ انھیں اختیار ہے کہ اسکو متغیر کریں یا جیسا کہ موجودہ حالت ہے ویسا ہی قایم رکھیں۔ خدیو یہ ہو نیسے یہ مراد ہے کہ مصر کا حاکم اور بادشاہ خدیو ہے اور یہ لقب عملداری سلطان میں سلطان کے بعد سب سے زیادہ معزز لقب ہے۔

محمد علی پاشا سے پہلے باب عالی کی طرف سے مدت معینہ کے لئے والیان مصر بطور گورنر منتخب ہو کر آتے تھے۔ اور بعد ایک مدت کے باب عالی کو منظور ہوتا تھا تو انکو بدل دیا جاتا تھا۔ محمد علی پاشا کے زمانے سے یہ دستور جاتا رہا۔ اور مصر کی حکومت اس پاشا کے خاندان میں اُس معاہدہ کی رو سے موروثی ہو گئی جو ۱۸۴۲ء میں لنڈن میں ہوا تھا۔ اس معاہدے کے ساتھ سلطانی فرمان بھی محمد علی پاشا اور اُس کی اولاد کے لئے صادر ہوا تھا۔ وجہ اس معاہدے اور فرمان کی وہ ہولناک لڑائیاں تھیں۔ جو محمد علی نے قلمروئے عثمانیہ میں لڑی تھیں اور ان سے دول یوروپ کی میزان میں فرق ڈالدیا تھا۔ وہ اسقدر متواتر جنگوں میں کامیاب ہوا کہ کچھ دور نہیں تھا جو قسطنطنیہ پہ بھی اسکا قبضہ ہو جاتا۔

اگرچہ ان وجوہ سے محمد علی پاشا کو مصر کی حکومت بطور وراثت کے ملگئے لیکن اس میں چند عیب تھے۔ اول تو یہ کہ اسکا جانشین صرف اس کی اولاد سے ہو سکتا تھا (وہ بھی اکبر اولاد۔ عورت کسی صورت میں نہیں) دوسرے یہ کہ انتخاب جانشین بھی سلطان کی معرفت ہوتا تھا۔ کیونکہ پہلے حکمران کی موت کے بعد سلطان ہی وارث منتخب کر سکتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ جو حاکم منتخب ہوتا ہے اُس کو ولایت سے مشرف ہونے کے لئے قسطنطنیہ جانا پڑتا ہے۔ چہارم یہ کہ وراثت مصر کے حق سے والی مصر کو وزرائے عثمانیہ

پر کوئی خاص امتیاز حاصل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ مثل اُن کے وہ بھی ایک وزیر سمجھا جاتا تھا۔ جسکو اُسی طرح قوانین عثمانیہ کی پیروی لازم تھی جیسے کہ اُنکو ہوتی تھی۔ لیکن باوجود اس کے کہ یہ وراثت ضعف سے خالی نہ تھی۔ اس سے مصر کے انتظامی معاملات میں استقلال آگیا اور والی مصر کو کچھ اختیارات ملے۔ جب مرحوم اسماعیل پاشا مصر کی گدی پر بیٹھا تو اُس نے مذکورہ بالا قواعد جانشینی میں تغیر تبدل کرنے کی کوشش کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۷ مئی سنہ ۱۸۶۶ء (۱۲ محرم سنہ ۱۲۸۳ھ) کو سلطان المعظم کا ایک اور فرمان جاری ہوا[1] جس کی رُو سے باپ کے بعد بڑے بیٹے کو یا بیٹا نہو تو بھائی۔ بھائی نہو تو بھتیجے کو اور اگر بھتیجا نہو تو اُس کے بیٹے کو جانشین تسلیم کیا گیا۔ دوسرے والی مصر کو خدیو کا لقب کیا گیا جو کہ سلطان کے بعد سب سے زیادہ معزز لقب[2] ہے اور اس لقب کی وجہ سے عالی مصر کو تمام وزرائے مصر پر امتیاز حاصل ہوگیا تیسرے گورنمنٹ مصر کو ملکی انتظام کے متعلق بھی چند اختیارات ملے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ خدیو مصر کے اندرونی انتظام کے لئے اور عدل و انصاف کے قیام کے لئے مختلف نظام حکومت قایم کر سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ خدیو کو اختیار حاصل ہے کہ چنگی۔ تجارت اور نیز اور تمام اندرونی معاملات کے متعلق ملک کی صنعت وحرفت اور تجارت کو ترقی دینے کے لئے اور معاملات مابین کے تصفیئے کے لئے غیر ملکوں کے سفرا اور وکلا سے معاہدہ کر سکتا ہے۔ اور مالی انتظام کے آسے کامل اختیارات ہیں۔

---

[1] افسوس ہے کہ لاکھوں پونڈ سلطان المعظم کے لئے تحائف اور اُن کے وزرا کی نذر کرنے میں صرف ہوگئے۔ تاکہ جانشینی کا مسئلہ خدیو اسمٰعیل پاشا کی حسب منشاء طے ہو۔ اور سلطنت مصر کا قرضہ اس فضول خرچی سے بہت بڑھ گیا۔ دیکھو عربی پاشا کے حالات میں اُن تحائف اور اخراجات کی تفصیل لکھدی ہے۔

[2] خدیو اسمٰعیل چاہتا تھا کہ اُسے باب عالی کی طرف سے "عزیز مصر" کا لقب دیا جاوے۔ مگر اُس وقت سلطان عبدالعزیز تخت خلافت پر متمکن تھے۔ اور اُنکے نام کا جزو "عزیز" تھا اسلئے یہ درخواست منظور نہوئی

پہلا شخص جو مصر کی اس بڑی سلطنت کا جو زمانہ حال کی ایک مستقل سلطنت کے برابر ہے مالک ہوا وہ مرحوم اسمعیل پاشا تھا۔ اس کے عہد میں سالانہ خراج مصر کی تعداد اندازاً ساڑھے سات لاکھ گنی عثمانیہ تک پہونچ گئی اور سامان جنگ جو عندالضرورت دولت عثمانیہ کو بھیجنا ٹھیرا وہ علیحدہ تھا۔

باوجود تمام مذکورۂ بالا اختیارات کے بابعالی نے چند حقوق اپنے لئے بھی محفوظ رکھے ہیں چنانچہ مصر کا ٹیکس سلطان کے نام سے وصول ہوتا ہے دویم یہ کہ بلا اجازت سلطان خدیو کو قرض لینے کا اختیار نہیں (اس کی وجہ یہ تھی کہ اسمعیل پاشا نے اپنے عہد حکومت میں اس تصریح کے بھر دینے پر جو یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۹۰ھ کے فرمان میں ہوئی تھی اتنا قرض لے لیا کہ مصر کی مالی حالت قابل رحم ہو گئی۔ اور قرض خواہوں نے تنگ آکر اپنی اپنی سلطنتوں سے فریاد کی جسکو اس سے مصر کے معاملات میں بیجا دخل دینے کا موقع ملگیا۔ اور اُن کے تداخل کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسمعیل پاشا بابعالی کیطرف سے برطرف کیا گیا۔ اور اس کا جانشین توفیق پاشا بنایا گیا۔ ادائے قرضہ کا ایک جداگانہ دفتر اور خزانہ مقرر ہوا۔ اور حکومت مصر سے بلا اجازت سلطان قرض لینے کا اختیار چھین لیا گیا۔ توفیق پاشا اور نیز عباس پاشا کی تخت نشینی پر جو فرمان جاری ہوئے تھے انمیں بھی اس ممانعت کی رعایت ملحوظ رکھی گئی تاکہ انہیں قرضخواہوں کے حقوق محفوظ رہیں۔

دوسرا خاص امتیاز جو باب عالی نے اپنے لئے محفوظ رکھا ہے یہ ہے کہ گورنمنٹ مصر کو اختیار ہے کہ وہ جداگانہ اپنے سکے بنوائے۔ لیکن اسکا فرض ہوگا کہ اپنے سکوں پر سلطان المعظم کا نام بھی کندہ کرایا کرے۔ ایک اور بندش بابعالی نے یہ لگائی ہے کہ صلح کے زمانے میں گورنمنٹ مصر اٹھارہ ہزار سے زیادہ فوج اپنے پاس نہ رکھے۔ اور اس تعداد میں اگرچہ زیادتی ہو تو وہ بابعالی کی دستدعا کے موجب ہو۔ نیز یہ کہ ملک مصر کے

فوجی بحری جھنڈے اور یہاں افسران فوج کے نشان و علامات مثل سلطانی فوج کے جھنڈوں اور علامات کے ہوں۔ ایک اور بندش گورمنٹ مصر پر یہ لگائی گئی ہے کہ یہاں کے فوجی افسروں کو امیر الآئی (کرنیل) سے اور ملکی افسروں کو رتبۂ ثانیہ ؁ سے اعلیٰ کوئی رتبہ نہ دیا جائے۔ ایک اور بندش یہ ہے کہ خدیو بلا اجازت باب عالی کے کوئی زرہ پوش جہاز نہ بنائے۔ گورمنٹ مصر کو یہ بھی اختیار نہیں ہے کہ کسی غیر قوم کو اپنے ملک کے کسی حصے میں آباد ہونے کی اجازت دے کیونکہ یہ ملک تمامہ قلمرو عثمانیہ کا جزو سمجھا جاتا ہے۔ عباس پاشا کی مسند نشینی کے وقت جو فرمان جاری ہوا تھا اس میں قلمرو خدیو کی حد بندی بھی کر دی گئی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اراضی مصریہ میں ملک مصر۔ نوبہ۔ سنار۔ دارفور۔ کوردفان۔ نزیلع۔ سواکن اور مصوع شامل ہیں۔

غرض یہ مجمل کیفیت گورمنٹ مصر کے اختیارات اور فرائض کی ہے جو اس کو بحیثیت تابع سلطان ٹرکی ہونے کی حاصل اور واجب ہیں۔

لیکن اندرونی انتظام کے لحاظ سے اس ملک کی حکومت ازروئے فرمان سلطانی خدیو کے اختیار میں ہے اور وہ اس کے مختار مطلق ہیں۔

لیکن خدیو معظم نے محض ملک کی ترقی اور رعایا کی بہبودی کے لئے اور

؁ مصر میں فوجی اور سول عہدوں کے نام وہی ہیں جو سلطنت عثمانیہ میں مروج ہیں۔ ملکی عہدوں کی ترتیب اسطرح ہے۔ رتبہ خامسہ۔ رابعہ۔ ثالثہ۔ ثانیہ (یہ سب رتبہ متمائزہ کہلاتے ہیں) اولے ثانی۔ اولی اول۔ بالا۔ اور وزیر۔ یعنے وزیر سب سے اعلےٰ اور رتبہ خامسہ سب سے ادنےٰ سول عہدہ ہے اصطلاح فوجی عہدوں کی تفصیل یہ ہے۔ اُن باشی۔ چاؤش۔ ناش چاؤش۔ رئیس۔ اون باشی دس سپاہیوں کا افسر ہوتا ہے بلک اہلینی (ملک ڈھائی سو جوانوں کی جمعیت ہوتی ہے اور چار ملک کی ایک بلیٹن شمار ہوتی ہے ملازم ثانی۔ ملازم اول۔ یوزباشی (یوز یکصد کو کہتے ہیں) کول آغاسی۔ بک باشی (بن باشی یعنی ہزار سپاہیوں کا افسر یعنی کرنیل) قائمقام (دو بلیٹنوں کا افسر) میر الآئی (تین بلیٹنوں کا افسر) لوا۔ فریق۔ مشیر (مارشل)

مصر میں ایسے قاعدوں کو جاری کرنے کے لئے جو یوروپ کے ملکوں میں جاری ہیں بعض اختیارات وضع قوانین اپنے ملک کی قایمقام ان رعایا کی کمیٹیوں کو دئے ہیں۔ اور بعض اختیارات عملدرآمد مجلس النظار (مجلس وزراء) کو عطا کئے ہیں۔ اور اپنے اوپر بخوشی خاطر چند پابندیاں اختیار کرلی ہیں۔ اس سے پہلے صرف ایک کمیٹی مجلس خصوصی ہوا کرتی تھی۔ جو قوانین و احکام مرتب کرکے خدیو کی خدمت میں پیش کرتی تھی۔ اور خدیو حسب منشاء جیسا چاہتا تھا انکو منظور یا نامنظور کردیتا تھا۔

قوۃ تشریعیہ سے مراد قوانین اور نظامات کو ترتیب دینے کا اختیار ہے۔ اور قوۃ تنفیذیہ سے مراد ان قوانین کو عمل میں لانیکا اختیار مراد ہے۔ ملک کا اندرونی انتظام اور انسداد امور تنفیذیہ کے متعلق ہے۔

امور تنفیذیہ کا بیان:۔ اسمعیل پاشا مرحوم نے ۲۸۔ اگست ۱۸۷۸ء کو نوبار پاشا کو مجلس نظار کی صدارت دی۔ اور اسکو مجلس نظار کی ترتیب کا حکم دیا۔ اس حکمنامے میں ذیل کی عبارت مندرج تھی:۔

"اس کے عوض میں کہ خدیو تن تنہا اس ملک میں عملداری کریں وہ یہاں ایک کمیٹی قایم کریں جو تمام امور سلطنت میں عملدرآمد کا اختیار رکھے۔ اور خدیو اس کے ساتھ ملکر مہمات سلطنت کو انجام دیں۔ اس مجلس (کمیٹی) کے ممبر ایک دوسرے کی اعانت کرینگے اور جو امر مہم کمیٹی میں پیش ہوگا اس کا فیصلہ غلبہ رائے سے ہوگا۔ کمیٹی کی قرارداد خدیو کو دیجائیگی اور وہ اس رائے پر جو غلبہ سے پاس ہو چکی ہے اپنی تصدیق کرینگے"۔

اس فرمان کے بموجب نوبار پاشا کو ایک جدید کمیٹی بنانی پڑی جس کا نام "مجلس النظار" رکھا گیا۔ پھر ملکی امور کو مختلف جماعتوں پر تقسیم کردیا گیا۔ اور ہر جماعت کا صدر مجلس "ناظر" کے نام سے نامزد ہوا۔ چنانچہ اس طرح ذیل کی نظارتیں یعنے وزارتیں پیدا ہوئیں۔

نظارت خارجیہ - نظارت مالیہ - نظارت حربیہ - نظارت معارف - نظارت داخلیہ - نظارت حقانیہ - نظارت الاشغال -

ناظروں کا فرض یہ ہے کہ اپنے صیغوں کے دفتروں میں ملازمین مقرر کریں اور انکو مختلف کام دیں اور اپنے متعلقہ امور سلطنت کو انجام دیں - اور جو امور رفاہ عام انکو دیئے جائیں بجالائیں - رئیس مجلس نظار (ناظر النظار - یا صدر اعظم) کا کام یہ ہے کہ مجلس نظار کو مقرر کرے اور جو قرار دادیں مجلس مذکور میں پاس ہوں خاصکر وہ جو کسی اہم معاملے کی نسبت ہوں خدیو کی خدمت میں پیش کرے - رئیس نظار کا یہ بھی فرض ہے کہ خود بھی ایک دو نظارتوں کا کام کرتا رہے -

بعض نظارتوں کی بھی چند شاخیں ہیں - چنانچہ نظارت مالیہ (وزارت مال) سے متعلق محکمۂ چنگی - محکمۂ چراغ بحری (لائیٹ ہوسوں یعنی بحری روشنی کے میناروں کا سررشتہ) محکمۂ ڈاک وغیرہ ہیں - نظارۂ داخلیہ کے متعلق محکمۂ صحت - محکمۂ جیلخانجات محکمۂ پولیس دفاتر مدیریات و محافظات - محکمہ انسداد بردہ فروشی ہیں - نظارت حقانیہ سے متعلق محکمہ ہائے شرعیہ - مجالس حسبیہ - محکمہ ہائے اہلیہ و مختلطہ ہیں - نظارت اشغال کے متعلق دفتر ریلوے - دفتر تار - دفتر بندرگاہ اسکندریہ دفتر تعمیرات - دفتر آبپاشی وغیرہ ہیں -

نظارت الاوقاف جو ۲۰ - اگست ۱۸۸۴ء کے فرمان کے بموجب قایم ہوئی تھی - اب مجلس النظار سے علیحدہ کر لی گئی ہے - وہ اب خود خدیو معظم کی زیر نگرانی ایک جداگانہ دفتر ہے - اور اس دفتر میں جو خدیو کا نائب ہے وہ مدیر عموم الاوقاف کہلاتا ہے -

اوقاف سے مراد وہ محکمہ ہے جو اسی مال کا انتظام کرتا ہے جسے مصر کے بعض فیاض باشندوں نے مسجدوں - تکیوں - شفاخانوں - اور مدرسوں پہ وقف کر دیا ہے - اس مال کا بیچنا یا ہبہ کرنا مطلق ناجائز ہے -

مصر میں اراضی وقف شدہ کی مقدار آج کل (۵۲۰۰۰) ایکڑ سے زیادہ ہے اور ان علاقوں میں (۱۸۰۰۰) عمارات رہائش استادہ ہیں۔

علاوہ دفاتر مذکورہ کے تین اور محکمے بھی ہیں جو مصر کے مختلف قرضوں کے ادا کرنے کے واسطے قایم کئے گئے ہیں۔ مصر کا قرضہ دس کروڑ ۵۸ لاکھ گنی ہے۔ یہ ۳ محکمے "صندوق الدین العمومی" "دائرۃ سنیۃ" "قومسیون الاراضی المیریہ" ہیں۔

صندوق الدین سے مراد وہ مخصوص خزانہ ہے جس سے دیون مصر کا سود دیا جاتا ہے۔ اس خزانے میں مدیریت غربیہ۔ مدیریت منوفیہ۔ مدیریۃ البحیرہ کے محاصل چنگی۔ تمباکو۔ تار۔ ریل۔ اور بندرگاہ اسکندریہ کی خالص آمدنی کا روپیہ آتا ہے۔ اور اس کے صرف کرنے میں قرضخواہوں کے حقوق اور مصر کی مالی حالت کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اس خزانے کی کمیٹی میں یورپ کی بڑی سلطنتوں کا ایک ایک وکیل یا نائب رہتا ہے اور خود ممبران کمیٹی سے اسکا صدر مجلس منتخب کیا جاتا ہے۔

دائرہ سنیہ سے مراد وہ محکمہ ہے جو اراضی وجہ قبلی کے بڑے حصے اور کارخانہائے شکر کا انتظام کرتا ہے۔ اسی محکمہ کا ناظر ایک مصری ہوتا ہے اور دو ممبر بطور نگران کار کے مقرر ہیں۔ ایک انگریز اور ایک فرانسیسی۔ یہ دونوں خاص قرضداروں کے وکیل ہیں کہ جن کی قرضے کا ادا کرنا دائرہ سنیہ کے ذمے ہے۔

قومسیون الاراضی المیریہ (کمیشن اراضی خدیو) سے مراد وہ محکمہ ہے جو ان جاگیروں کا انتظام کرتا ہے جو خدیو اسمعیل پاشا مرحوم نے اپنی طرف سے اور اپنے خاندان کی طرف سے ۲۶- اکتوبر ۱۸۷۸ء کو اس لئے گورنمنٹ مصر کے حوالے کر دی تھیں کہ ملک کی مالی حالت درست ہو۔ یہ جاگیریں بعوض قرضہ نوے لاکھ گنی رہن ہیں۔ اس محکمہ کی کمیٹی کا پریزیڈنٹ ایک فرانسیسی ہے

اور دو ممبر ہیں ایک انگریز اور ایک مصری ۔
امور تشریعیہ کا بیان :۔ سنہ ۱۲۸۳ ہجری میں جب اسمعیل پاشا مرحوم کو
خدیو کا لقب عنایت ہوا۔ تو اُس نے ایک لیجسلیٹو کونسل مجلس النواب کے
نام سے منعقد کی۔ اور اسکو وضع قوانین کے اختیارات دئے تاکہ بحیثیت
وکلائے رعایا کے وہ امور سلطنت کو مدنظر رکھکر قوانین بنائے۔ اور انپر
عملدرآمد کئے جانے کا خیال رکھے۔ لیکن اس واقعہ سے کچھ ہی عرصہ بعد ملک
میں چند حادثات ایسے پیش آئے جن کی وجہ سے یہ مجلس ٹوٹ گئی۔ پھر توفیق
پاشا مرحوم کے اوایل عہد یعنی سنہ ۱۸۸۱ء میں اسکو دوبارہ قایم کیا گیا۔ اور
اس کو قریب قریب وہی اختیارات دئے گئے جو بڑے بڑے ملکوں میں
واضع قوانین کمیٹیوں کو حاصل ہیں۔ اس جدید کمیٹی کو بھی زیادہ قیام نصیب
نہیں ہوا۔ کیونکہ تھوڑے ہی عرصے بعد بغاوت عربی پاشا کا ہنگامہ
برپا ہوگیا۔ اور اس ہل چل میں اس کمیٹی کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ جب یہ بغاوت
فرو ہوئی تو یکم مئی سنہ ۱۸۸۳ء کو ایک قانون جاری ہوا۔ جس کی رو سے مجلس النواب
کو توڑ دیا گیا۔ اور اس کی بجائے نئی کمیٹیاں قایم کی گئیں۔ جنکو وہ اختیارات
نہیں دئے گئے جو دئے جانے لازم تھے۔ اور اس لئے اُن سے وہ فائدہ
بھی نہیں ہوا۔ اس تاریخ کو جو قانون نافذ ہوا اس کا نام قانون نظامی ہوا۔
اس کی رو سے کل مدیریات میں تین تین کمیٹیاں۔ ایک مجلس شورےٰ
القوانین اور ایک جمعیۃ عمومیۃ اور ایک مجلس شوریٰ الحکومۃ قایم ہوئیں
ذیل میں ہم مذکورۂ بالا کمیٹیوں کا مفصل حال لکھتے ہیں۔ مجلس شورےٰ
الحکومۃ کی مخصوص کیفیت نہ بیان کریں گے اور اسیطرح جب سے اب تک
جو جو انقلاب آچکے ہیں اُن کا ذکر نہ کرینگے۔ صرف اتنا بتانا ضروری سمجھتے
کہ حال ہی میں اس مجلس کے تین محکمے نظارات مالیہ و داخلیہ وحقانیہ میں ہو
ہیں ہر محکمہ کا صدر مجلس مستشار خدیوی کہلاتا ہے۔ کیونکہ ہر صدر مجلس کو

ناظر کی استدعا پر معاملات قانونی میں رائے دینی ہوتی ہے۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے مقدمات میں بذریعہ وکلاء عدالتوں میں پیروی کرنی پڑتی ہے اور قوانین اور ضابطوں کی جانچ پڑتال کر کے مجلس النظار میں پیش کرنا پڑتا ہے۔

مجالس مدیریات:۔ یہ وہ کمیٹیاں ہیں جن کو وضع قوانین کے متعلق صرف اتنا اختیار حاصل ہے کہ جس مدیریت کے متعلق وہ ہیں اس کو بشرطیکہ افسران مدیریت خواہش کریں۔ مدیریت کے اہم امور کے متعلق اپنی رائے دیا کریں۔ یہ امور غالباً خود مدیریت یا اس کے متعلقہ شہروں کے انتظام میں تغیر و تبدل خشکی یا تری کے راستوں کی حد بندی۔ آبپاشی کے قواعد عرس یا منڈیوں کا قایم کرنا یا منسوخ کرنا وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں۔

مختصر یہ کہ فی زمانہ گورنمنٹ مصر نے مجالس واضع قوانین کو اپنا تابع بنا رکھا ہے اس نے اپنے افسروں کو اختیار دیا ہے کہ خواہ مجلس قانون کے بنائے ہوئے قانون پر چلیں یا نہ چلیں۔ کوئی شخص اس مجلس کا ممبر نہیں بنایا جاتا جب تک کہ اس کی عمر کم سے کم تیس سال نہو۔ اور لکھنے پڑھنے میں خوب ہوشیار نہو اور مدیریت میں جو اس کی زمین ہے اس کی مالگذاری کم سے کم عرصہ دو سال کے پانچہزار غرش ہو۔

مدیریت کی مجلس قانونی اسی عرصے میں کہ جس کے لئے گورنمنٹ مصر مدیر کی درخواست پر اسے مقرر کرے ہر سال کم سے کم ایک مرتبہ ضرور جلسہ کرتی ہے۔ مجلس کے ممبروں کی تعداد مدیریہ کی بڑائی چھٹائی پر منحصر ہوتی ہے چنانچہ مدیریت الغربیہ میں ان کی تعداد آٹھ ہے۔ اور مدیریہ قنا میں صرف چار ہے۔ یہ ممبر چھ سال کی میعاد کے لئے منتخب ہوتے ہیں عموماً تین سال کے بعد نصف تعداد ممبروں کی بدل جاتی ہے اور جو ممبر اسی موقع پر مقرر ہوتے ہیں انکا انتخاب بذریعہ ووٹ کے ہوتا ہے۔ ممبروں کو وظیفہ

نہیں ملتا۔ مفت کام کرتے ہیں۔

ان مجلسوں کی صدارت مدیر کو ملتی ہے۔ اور اجلاس کیوقت مدیریت کے باشہندمیں (چیف انجنیر) یا مفتش الری (افسر آبپاشی) میں سے جس کسی کے متعلق معاملہ زیر بحث ہوتا ہے وہ شریک جلسہ ہوتا ہے۔

مجلس شوریٰ القوانین۔ اس مجلس کا یہ کام ہے کہ انتظام عام اور سرکاری بجٹ اور سالانہ آمد و خرچ پر اپنی رائے ظاہر کرے۔ انتظام عام سے مراد وہ انتظام ہے جو تمام ملک کے متعلق ہو۔ چنانچہ نظار (وزراء) اور مدیروں کے دفتر سے جو احکام جاری ہوتے ہیں اُن سے اس مجلس کو کچھ سروکار نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تمام ملک کے متعلق نہیں ہوتے۔ اسی طرح اُن احکام سے بھی اس کمیٹی کو سروکار نہیں ہے جو ملازمین کے تقرر اور کسی کمیٹی کے افتتاح یا ابطال کے متعلق نافذ ہوں۔

جب کوئی امر اس مجلس میں پیش ہوتا ہے تو ممبران مجلس قانون جمع ہو کر اسپر بحث کرتے ہیں اور پھر اپنا فیصلہ موافق یا مخالف جیسا ہوتا ہے مجلس حکام (اگزیکٹیو کونسل) کو بھیجتے ہیں۔

اس کونسل کو مطلق اختیار ہوتا ہے کہ اُس فیصلے کو منظور کریں یا نہ کریں۔ نامنظوری کی حالت میں کونسل پر لازم ہوتا ہے کہ ان تمام اسباب سے مجلس کو مطلع کریں جو باعث نامنظوری کا ہوئے۔ لیکن ان اسباب پر بحث کرنے کا مجلس قانون کو حق نہیں خواہ وہ کافی ہوں یا ناکافی ہوں یہی حال سرکاری بجٹ اور اس کے حسابات کا ہے جو مجلس مشیر مال ہر سال پہلی دسمبر کو مجلس شوریٰ القوانین کو بھیجتی ہے۔

اس مجلس کے ممبر دو قسم کے ہیں دائمی اور مندوب۔

دائمی ممبر وہ ہیں جو گورنمنٹ مصر کے حکم اور مجلس نظار کی استدعا پر مقرر ہوتے ہیں۔ انکو تنخواہیں ملتی ہیں۔ اور بلا گورنمنٹ کے حکم اور مجلس نظارہ

کی استدعا اور کم سے کم دو تہائی ممبران مجلس قانونی کے اتفاق رائے کے سوائے موقوف نہیں کئے جاسکتے۔ اس قسم کے ممبر جودہ ہوتے ہیں۔

مندوب (وکیل) وہ ممبر ہیں جو مدیریات کی مجالس قانون سے منتخب ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد سولہ ہوتی ہے۔ یعنے ہر مدیریت سے ایک ممبر (اس ممبر کو مدیریت کی مجلس قانونی کے ممبر پوشیدہ ووٹ کے ذریعہ سے منتخب کرتے ہیں) ایک ممبر شہر قاہرہ سے۔ اور ایک ممبر اسکندریہ دمیاط۔ رشید۔ سویس۔ اسمعیلیہ۔ پورٹ سعید۔ اور عریش کی طرف سے

ان ممبروں کی میعاد چھ سال سے زیادہ نہیں ہوتی۔

اس مجلس شوریٰ کے پریزیڈنٹ کو دائمی ممبران مجلس میں سے گورنمنٹ مصر منتخب کرتی ہے۔ اس کے دو نائب ہوتے ہیں ایک نائب دائمی ممبروں سے اور دوسرا مندوبین سے لیا جاتا ہے۔ یہ دونوں بھی گورنمنٹ منتخب کرتی ہے۔ ان تینوں عہدہ داروں کو بھی اسی وقت برطرف کیا جاسکتا ہے جبکہ مجلس النظار گورنمنٹ سے درخواست کرے اور مجلس شورے کے دو تہائی ممبر اس سے متفق ہوں۔

مندوبین کے انتخاب کی وہی شرائط ہیں جو مجالس مدیریات کی ممبری کی شرائط ہیں۔

مجلس شورے کے جلسے سال میں چھ بار ہوتے ہیں یعنی فروری اپریل جون۔ اگست۔ ستمبر۔ اور دسمبر میں ہر ماہ میں ایک بار ان اوقات کے علاوہ بھی اگر گورنمنٹ خواہش ظاہر کرے تو یہ مجلس جلسہ کرتی ہے۔

جمعیۃ عمومیۃ۔ اس مجلس کے کام بھی ویسے ہی ہیں جیسے کہ مجلس شورے کے فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں زیادہ اہم معاملات پیش ہوتے ہیں۔ اس کمیٹی سے ان معاملات کے متعلق رائے لیجاتی ہے جو کل سر زمین مصر سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان ریلوں کے متعلق یہاں بحث ہوتی ہے

جو تمام مدیریات میں جاری ہونے والی ہوں۔ اس کے علاوہ اراضی مصر کی تقسیم اور جمعبندی اور ٹیکس کے متعلق جو معاملات پیش آتے ہیں اُنپر بھی یہ کمیٹی بحث کرتی ہے۔ اور کاغذات جمعبندی وانکم ٹیکس وغیرہ پر اگر اس کمیٹی کی تصدیق نہ ہو تو وہ بیکار تصور کئے جاتے ہیں اس کمیٹی کے ممبروں میں مجلس شوری اور مجلس نظار کے ممبر۔ اور مصر کی تمام مدیریات اور محافظات کے چھیالیس وکلاء جو ہر مدیریت اور محافظت سے حسب حیثیت کم وبیش لئے جاتے ہیں شامل ہوتے ہیں اس کمیٹی کا صدر مجلس وہی ہوتا ہے جو مجلس شورے کا صدر مجلس ہوتا ہے۔

یہ ممبر چھ سال تک رہتے ہیں۔ انعقاد کمیٹی کا کم سے کم دو مرتبہ ہر سال ہوتا ہے ان ممبروں کو جو دور سے آکر شریک جلسہ ہوتے ہیں سرکار مصر سے سفر خرچ ملتا ہے۔ خدیو معظم کو ہر وقت اس کمیٹی کے برخاست اور برطرف کرنیکا اختیار ہے امور قضائیہ۔ قوۂ قضائیہ سے مراد وہ اختیار ہے جس کی روسے باشندگان مصر کے باہمی تنازعات یا خود گورنمنٹ اور رعایا کے تنازعات کا فیصلہ اور مجرمین کو تعزیرات کا حکم دیا جاتا ہے۔ ان تعزیرات میں جرمانہ۔ قید۔ حوالات جلاوطنی۔ موت۔ شامل ہیں جو حسب مقدار جرم بموجب قوانین مروجہ کے مجرم پر نافذ کی جاتی ہیں۔

یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ ملکی انتظام قایم رکھنے کے لئے اور ہر حقدار کو اس کا حق پہونچانے کے لئے یہ لازم ہے کہ حکام کو اُن سزاؤں کے اختیار حاصل ہوں تاکہ مجرم کو بروقت سزا دیئے جائے اور مظلوم کی فوراً دادرسی کیجائے اور کوئی باشندۂ ملک گورنمنٹ کے دائرہ اطاعت سے باہر نہ جانے پائے۔

لیکن یہ قوانین تمام ملک مصر پر حاوی نہیں ہیں۔ کیونکہ بعض قوانین اور ضمیمہ جات کی رو سے غیر ملک کے باشندوں کو بعض خاص امتیازات حاصل

ہیں جن میں بلا تصدیق دول یوروپ کے کسی قسم کا تغیر و تبدل ممکن نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ دول غیر اور باب عالی کے درمیان جو معاہدات ہو چکے ہیں ان کی پیروی مصر پر بھی واجب ہے چنانچہ اس وجہ سے یہاں کے غیر ملکی باشندے اپنی اپنی سلطنتوں کے تابع فرمان ہیں۔ اور اسطرح گویا غیر سلطنتوں نے ملک مصر میں دخل پا لیا ہے۔

پس اسی وجہ سے غیر ملکی باشندے مصر کے خانگی قوانین کے عمل سے باہر ہیں ان کا محاکمہ انھیں کے بادشاہوں کے مقرر کردہ قونسلوں اور مرکب یعنی مخلوط عدالتوں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ مقدمات فوجداری میں وہ قونسلوں کے تابع ہیں اور ملکی و تجارتی معاملات میں مرکب عدالتوں کے ماتحت ہوتے ہیں۔ پس اسوجہ سے مصر میں چار قسم کی عدالتیں موجود ہیں۔ محاکم قنصلیہ (قونسلوں کی عدالتیں) محاکم مختلطہ (دیسی اور غیر ملکی حکام سے مرکب عدالتیں) محاکم اہلیہ (خانگی) محاکم شرعیہ (دینیہ)

(محاکم قنصلیہ اور محاکم مختلطہ کا بیان) چونکہ معاہدات کی رو سے غیر قوموں کے باشندوں کو مصری قوانین کی پیروی سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا اسوجہ سے وہ اپنے ہی قوانین کے تابع تھے اور اپنے قنصلوں کے سامنے پیش کئے جاتے تھے۔ انکی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ اور اکثر اوقات وہ اپنے امتیازات سے ناجائز فائدہ اٹھا کر مصریوں کو تکلیف اور نقصان پہونچایا کرتے تھے۔ ۱۸۶۳ء میں جب اسمعیل پاشا خدیو ہوا تو اس نے غیر قوم کے باشندوں کی بیجا حرکات دیکھکر قونسلوں کی قوت کو توڑنا چاہا۔ اور۔ نوبار پاشا وزیر خارجیہ نے کوشش کر کے دول یوروپ سے محاکم مختلطہ کی منظوری حاصل کر لی۔

چنانچہ ۱۸۷۵ء میں یہ عدالتیں قایم ہوئیں اور انکو ان تمام ملکی و تجارتی معاملات کے فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا۔ جو ملکی اور غیر ملکی باشندوں کے درمیان یا دو مختلف اقوام کے غیر ملکی باشندوں کے درمیان واقع ہوں۔ ان عدالتوں

کو اراضی کے متعلق بھی کل معاملات کے تصفیہ کا اختیار دیا گیا۔ ان معاملات میں خواہ فریقین ایک ہی قوم کے غیر ملکی باشندے ہوں اُنکی چارہ جوئی انھیں عدالتوں میں ہونی قرار پائی۔ ان عدالتوں کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ اگر اُس کے ملازمین سے ادائے فرائض میں کوئی قصور سرزد ہو یا ظہور مخالفت ہو تو انکو حسب قانون عقوبات مختلطہ سزائیں دیں۔

محاکم مختلطہ کے قایم ہونے سے قونسلوں کی عدالتیں بہت کمزور ہوگئیں کیونکہ اب انکو صرف انھیں معاملات کے تصفیے کا اختیار رہگیا جو غیر ملکی باشندوں کے ذاتی معاملات ہوں یا وہ فوجداری معاملات ہوں جو غیر ملکی اور ملکی باشندوں کے درمیان واقع ہوں۔

قونسل کی عدالت کے احکام کا اپیل اُس شہر کی عدالت اپیل میں ہوتا ہے جس سے متفسلیہ کا تعلق ہے۔

مصر میں چار محاکم مختلطہ ہیں۔ دو ابتدائی ایک قاہرہ میں اور ایک اسکندریہ میں۔ اور دو جزئی۔ ان دونوں میں صرف ایک جج رہتا ہے۔ ایک جزئی محکمہ مختلطہ منصورہ میں ہے۔ اور دوسرا پورٹ سعید میں ہے۔

ان چاروں عدالتوں کے اوپر محکمۂ استئناف (عدالت اپیل) ہے جسکا اجلاس اسکندریہ میں ہوتا ہے۔

ان عدالتوں (مختلطہ) کے جج ملکی اور غیر ملکی باشندے ہوتے ہیں عدالت ابتدائی کے احکام پانچ جج جنمیں سے تین غیر ملکی اور دو ملکی ہوتے ہیں خدیو معظم کے نام سے صادر کرتے ہیں۔ عدالت اپیل کے احکام سات جج جن میں سے چار غیر ملکی اور تین ملکی ہوتے خدیو معظم کے نام سے صادر کرتے ہیں

محاکم اہلیہ: ۱۸۵۶ء تک مصر کی عدالتیں محض اسلامی شرعی عدالتیں تھیں انکا انعقاد اور انکے احکام کی بنا محض شرع شریف پر تھی۔

سال مذکور میں پاشا نے حکم دیا کہ یہاں کے قضائی۔ سیاسی۔ اور اداری

محکموں میں تغیر و تبدل کیا جائے - ان تبدیلیوں میں سے ایک تبدیلی یہ تھی کہ عدالت ہائے شرعیہ سے جداگانہ چند عدالتیں قایم کی جائیں جو رعایائے عثمانیہ کے دیوانی اور فوجداری معاملات کا تصفیہ کیا کریں -

مصر میں جس شخص نے سب سے پہلے اس حکم کی تعمیل کی وہ سعید پاشا تھا - اس نے مصر میں ایسی چند عدالتیں قایم کیں اور انکا نام مجالس محلیہ رکھا - یہ عدالتیں عثمانیہ قوانین کے بموجب محاکمہ کرتی تھیں - پھر جب اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس ملک میں ایسی عدالتیں قایم کیجائیں جن کے جج قابلیت میں اور قوانین کاملیت میں ایسے ہوں کہ زمانۂ مابعد میں محاکم مختلطہ و متفلیہ کے بجائے یہ کام کر سکیں - پس توفیق پاشا مرحوم نے ۱۴ جون سنہ ۱۸۸۳ء کو محاکم اہلیہ قایم کیں - تاکہ عثمانیوں سے بھی جو جرایم سرزد ہوں انکا محاکمہ مصری قانون کے بموجب کیا جاوے اور ملکی و تجارتی معاملات کا بھی تصفیہ خواہ وہ اراضی کے متعلق ہوں یا مال منقولہ کے متعلق ہوں - خواہ گورنمنٹ معترض ہو یا قرضخواہ یہی عدالتیں کیا کریں - ان عدالتوں کو ملکی قرضہ اور سرکاری محاصل میں جو کہ خاص سلطنت کے معاملات ہیں اور معاملات نکاح و مہر و نفقہ و ہبہ و وصیت و میراث وغیرہ میں جو خاص دینی معاملات ہیں محاکمہ کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا -

محاکم اہلیہ کے دو درجے ہیں - ابتدائیہ - استینافیہ - ابتدائیہ اہلیہ عدالتیں مصر میں سات ہیں :-

اسکندریہ - طنطا - زقازیق - بنی سویف - اسیوط - قنا - انمیں سے ہر ایک عدالت کے ماتحت چند اور عدالتیں ہیں جن کو محاکم جزئیہ کہتے ہیں - (جیسے ہندوستان میں عدالت ہائے خفیفہ) ان سب عدالتوں کے اوپر محکمہ استینافیہ (عدالت اپیل) ہے جس کا اجلاس قاہرہ میں ہوتا ہے -

محاکم شرعیہ :- چونکہ مصر میں مختلف مذہبوں کے باشندے آباد ہیں اسلئے

یہ ضرورت لاحق ہوئی کہ ان کے ذاتی معاملات کے انفصال کیواسطے جن کا تصفیہ محاکم اہلیہ کے اختیار سے باہر ہے جداگانہ عدالتیں قایم کیجائیں۔ پس اگر فریقین مسلمان ہوں تو اُن کے لئے محاکم شرعیہ قایم کی گئی ہیں جہاں مذکورہ معاملات میں ان کا محاکمہ ہوتا ہے۔ اور اگر فریقین مصری عیسائی ہیں تو مجالس بطریکیہ (عدالت بطریق یعنی اسقوف اعظم) میں ان کا محاکمہ ہوتا ہے اور اگر یہودی ہیں تو حاخامات (ربیّوں کی عدالت) میں انکا محاکمہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر غیر ملکی باشندے ہوں تو ان کو اسی اپنی قونسل کی عدالت میں چارہ جوئی کرنی پڑتی ہے جہاں اُن کے اصول مذہب کے مطابق فیصلہ دیا جاتا ہے۔ اگر فریقین دو مختلف قوم کے ہوں تو اُن کا تصفیہ وہ عدالت کرے گی جسکا تعلق مدعا علیہ سے ہے۔

آغاز عہد اسلام سے محاکم شرعیہ میں ہی ہر قسم کے مُلکی و شخصی و تجارتی مقدمے فیصلہ ہوتے تھے۔ لیکن ۱۸۵۶ء سے جبکہ سلطانی فرمان عدالتہائے اہلیہ کے متعلق صادر ہوا تو مصر کی تاریخ انصاف میں بھی نیا دور شروع ہوا۔ اس دور میں یورپین طرز کی عدالتیں ملک میں قایم ہوئیں تاکہ مختلف فرقے رعایا میں محاکمہ کریں اور عدالت ہائے شرعیہ جدا کی گئیں۔ اور محض ذاتی معاملات کا تصفیہ ان کے سپرد کیا گیا۔ غرض کُل قلمروے عثمانیہ کی طرح یہاں بھی جدید انتظامات جاری ہوئے۔ کیونکہ یہ ملک بھی اُسی سلطنت کا جزو ہے۔ اور محاکم شرعیہ کے اختیارات جس حد تک اس فرمان سے محدود ہوتے تھے اُسی حد تک محدود چلے جاتے ہیں۔

ان محکموں میں جو قاضی اور نائب مقرر ہوتے ہیں انکو پہلے ایک انجمن منتخب کرتی ہے اور پھر خدیو اُن کے تقرر کا حکم صادر کرتے ہیں۔ اس انجمن کے ممبروں میں ایک تو قاضی آفندی ہوتا ہے جس کو سلطان متعین کرتے ہیں۔ دوئم جامع ازہر کا شیخ سوئم مفتی شریعت حنفیہ۔ ناظر الحقانیہ (وزیر عدالت)

بھی اس انجمن کے جلسوں میں شریک ہوا کرتا ہے۔ جہاں کہیں اس قسم کی عدالتیں ہیں ان کے قرب وجوار میں مفتی بھی رہیں۔ جنکی رہائش عموماً مدیریہ میں ہوتی ہے۔ اور قاضیوں کو جب کسی مسئلے میں شک پیدا ہوتا ہے تو ان مفتیوں سے رائے لیتے ہیں۔ قاہرہ میں مفتی دیار مصریہ رہتا ہے جس سے خاصکر ان مسایل میں رائے لی جاتی ہے جو مدیریت کے مفتیوں سے حل نہیں ہو سکتے جامع ازہر کے شیخ کا یہ فرض ہے کہ قاہرہ کے ہر محلے کیواسطے ایک "ماذون" مقرر کرے جس کا یہ کام ہوتا ہے کہ نکاح پڑھائے اور نکاح یا طلاق کے کاغذات کو خاص دفتروں میں جاکر لکھے۔ اور تیار کرے۔ اسکندریہ اور باقی محافظات کے ماذون محافظت کی معرفت۔ علمائے شہر کی جماعت یکجا ہوکر منتخب کرتی ہے۔ مدیریت کے ماذون وہاں کے عمائد اور مشائخ کی معرفت مقرر ہوتے ہیں۔

محاکم شرعیہ کے فیصلے امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے مذہب کے موافق صادر ہوتے ہیں۔ سوائے قاہرہ اور اسکندریہ کے ہر محکمہ میں صرف ایک قاضی ہوتا ہے۔ ان دونوں شہروں کی عدالتوں میں یہ محکمہ تین تین ممبروں سے مرکب ہیں جنمیں سے دو تو علماء ہوتے ہیں اور تیسرا قاضی جو صدر مجلس ہوتا ہے۔

پہلے مصر میں دو اور محکمے تھے۔ جو عدالت ہائے شرعیہ کے تابع تھے۔ اور ان کا یہ کام تھا کہ متوفی باشندگان ملک کے ترکوں کا انتظام کریں۔ اور اگر وارث غایب ہوگیا ہو یا نابالغ ہو تو اس ترکی کی حفاظت کریں۔ انمیں سے ایک محکمہ کا نام تھا "اقلام بیت المال" اور دوسری کا نام "مجالس حسبیہ" تھا۔ اقلام بیت المال کا یہ فرض تھا کہ ان ترکوں کو محفوظ رکھے۔ اور جو بروقت احتیاط لازم ہو انکو پورا کرے۔ ان محکموں کے ملازمین کا تقرر گورنمنٹ مصر کرتی تھی اور گورنمنٹ کی ہدایات اور قراردادوں کے مطابق یہ

لوگ کام کرتے تھے۔ دوسری قسم کے محکموں کا یہ کام تھا کہ وہی مقرر کریں یا برطرف کریں۔ اور جو وارث غائب ہیں اُن کی طرف سے وکلا مقرر کریں اور ایسے مقرر شدہ وکلاء نا قابل ہوں تو انکو برطرف کریں۔ اور نابالغ لڑکوں کے سن رشد تک پہونچ جانے کی تحقیق کریں ان محکموں میں انھیں ولایات کے عالم معتبر رہوتے تھے۔ جن میں کہ ترکہ پایا جاتا تھا۔ اور ایک اعلیٰ حاکم انکا صدر مجلس ہوتا تھا۔

لیکن "اقلام بیت المال" ۱۹ نومبر ۱۸۹۶ء کے فرمان سے توڑ دیئے گئے ہیں۔ اور ان کا کام "مجالس حسبیہ" کے حوالے کرکے حکم دیا گیا کہ تمام مراکز میں یہی مجالس حسبیہ قایم کیجائیں حالانکہ پیشتر صرف مدیریات میں یہ محکمے موجود تھے۔

(۲)
باب
سوڈان مصری کا بیان

سوڈان مصری سے وہ بڑی اقلیم مراد ہے جو مصر کے جنوب میں دریائے نیل کے دونوں جانب خط استوا تک جہاں کہ اس دریا کا منبع ہے پھیلی ہوئی ہے۔ اور مشرق میں بلاد التکرور کے مقام وڈائی تک چلی گئی ہے۔ اس اقلیم کے شمالی حصے کو جو کہ دریائے نیل کے دونوں طرف وادی حلفہ۔ خرطوم بلاد حبشہ کے شمال اور بحر قلزم کے مغرب کے درمیان واقع ہے۔ نوبہ کہتے ہیں۔ کیونکہ دارفور کے جنوبی نواح کی ایک قوم جس کا نام نوبہ ہے یہاں آباد ہے۔

اسلام تو اس ملک میں حضرت عمرؓ کے ہی زمانے میں جبکہ عمرو بن العاص

میں آئے تھے داخل ہو گیا تھا۔ اس کے بعد مصر کے بادشاہوں نے لڑکر کچھ حصہ اس کا اپنے قلمرو میں شامل کیا۔ لیکن سب کا سب یہ ملک محمد علی پاشا مرحوم کے ہی عہد میں مصر سے ملحق ہوا۔ یہ کام خاصکر اسمٰعیل پاشا مرحوم کے عہد میں تکمیل کو پہونچا۔ کیونکہ اس خدیو کے زمانے میں دریائے نیل کے منبعوں تک کا علاقہ دریافت ہوکر مصریوں کے ہاتھ آیا۔ ۱۸۸۲ء تک سلطانی فرمان کی رو سے یہ علاقہ مصر کے قبضے میں رہا۔ اس سال دارفور سے ایک شخص محمد نے جو یہاں کا شیخ الطریقت تھا تجدید و اصلاح کا دعوے کیا۔ اس کے بے شمار تابعین پیدا ہوگئے۔ محمد احمد نے کہا میں مہدی ہوں اور گورنمنٹ مصر کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور اس کی بغاوت سے ایک عرصے تک مصر کی حکومت یہاں متزلزل ہو گئی۔ لیکن یہ بغاوت رفتہ رفتہ فرو ہو گئی۔ لیکن صلح کے طریقوں سے گورنمنٹ مصر کو یہاں وہ اقتدار حاصل نہیں ہوا جو اس کو پہلے حاصل تھا۔ تاچار حسب لایمائے گورنمنٹ انگلشیہ۔ گورنمنٹ مصر نے اس کو بزور شمشیر فتح کرنے کا ارادہ مصمم کر لیا۔[1]

سوڈان مصر کا رقبہ اندازاً بیس لاکھ کیلو میٹر مربع ہے۔ اور آبادی اندازاً ایک کروڑ ہے۔ جنمیں زیادہ تر مسلمان ہیں۔ جو عرب اور نوبیہ سے نکلکر یہاں آئے تھے۔ اور پھر یہاں کی سرسبزی دیکھکر یہیں زمین گیر ہو گئے۔ ابھی تک سوڈان میں بعض وحشی قبایل ایسے موجود ہیں جو بت پرستی کرتے ہیں۔ وہ زیادہ تر جنوب میں ہیں۔ سوڈان مصری میں

---

[1] آخر محمد احمد کا جانشین خلیفہ عبداللہ تعایشی ہوا تھا۔ چنانچہ گورنمنٹ انگریزی نے اس پر فوج کشی کرکے ۱۸۹۸ء میں اسے شکست دیکر سوڈان کو فتح کر لیا۔ اور بموجب معاہدہ انگلستان و مصر سوڈان کے مشترک مالک ہیں ۱۲۔

وسیع میدان۔ دُور دست جنگل۔ اور چند پہاڑ بکثرت ہیں اور اکثر سرزمین بالخصوص وہ جو دریائے نیل کے ہر دو جانب واقع ہے نہایت سرسبز ہے موسم یہاں کا عموماً دن میں سخت گرم اور رات کو مرطوب ہوتا ہے بعض اطراف۔ بالخصوص جنوب میں سال کے اکثر حصے میں بارش ہوتی رہتی ہے۔ جس سے آب و ہوا اسقدر مرطوب ہوگئی ہے کہ وبائی بیماریاں کثرت سے ہوتی ہیں۔

سوڈان میں صرف دو ہی قسم کی فصلیں ہوتی ہیں۔ فصل برسکال جو مرطوب ہوتی ہے۔ اور نواح جنوب میں عرصہ دراز تک باقی رہتی ہے۔ فصل گرما جو خشک ہوتی ہے۔ اور نواح شمال میں بہت عرصہ تک رہتی ہے چنانچہ بحرالجبل کی اقلیم میں بارش آٹھ مہینے سے نو مہینے تک ہوتی ہے۔ ارفرتیت میں (جو دارفور کے جنوب میں واقع ہے) چھ ماہ بارش ہوتی ہے کردوفان میں تین ماہ سے زیادہ مینہ نہیں برستا۔ بلکہ بعض سال تو برستا ہی نہیں۔ اور پانی کا ایسا توڑا ہوتا ہے کہ جس کی کچھ انتہا نہیں چنانچہ ۱۸۷۳ء کی خشکسالی میں پانی کا ایک گھڑا الابیض میں (جو اس ولایت کا صدر مقام ہے) ایک ایک ریال (ڈھائی روپیہ) کو فروخت ہو گیا تھا۔ یہاں سوائے چند کنوؤں کے پانی کے قدرتی چشمے موجود نہیں۔ یہ ہی وجہ زیادہ تر گرانی آب کا باعث ہوئی۔ غرض جوں جوں شمال کی طرف بڑھتے جائیں بارش کم خشکی زیادہ اور حرارت بہت زیادہ ہوتی جاتی ہے اس ملک میں جوار۔ باجرہ۔ تل۔ کھجور۔ اور روئی۔ (جو یہاں کے باشندے کاٹکر حبش کے تاجروں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں) پیدا ہوتی ہیں۔

گیہوں کی کاشت صرف بعض شمال اطراف میں ہی ہوتی ہے۔

سوڈان کے پالتو جانور حسب ذیل ہیں۔

گھوڑے (زیادہ اچھا گھوڑا وہ ہے جسے دنقلاوی کہتے ہیں) خچر

گدھا۔ اونٹ (زیادہ اچھا اونٹ وہ ہے جو آبشاری کہلاتا ہے) بکری۔ گائے۔ وحشی جانوروں میں سے کفتار۔ ہاتھی۔ بندر۔ چیتا۔ شترگاؤ۔ پلنگ ہرن۔ وغیرہ یہاں ہوتے ہیں۔

سوڈان کی کانوں میں سونا۔ بلاد نوبہ میں اور مازوغلی میں ہوتا ہے۔ اور الذہب الستاری کہلاتا ہے۔ تانبا۔ دارفور کے جنوب کو ولایت دارفور میں۔ لوہا عمدہ اور نرم ولایت کردفان میں پیدا ہوتا ہے۔

سوڈان کی بڑی اشیا اور آمد آبنوس۔ ہاتھی دانت۔ شترمرغ کے پر۔ گوند۔ کھال اور مشک ہیں۔

سوڈان مصری قدرتی طور پر ذیل کی ولایتوں پر منقسم ہو سکتا ہے۔

اول۔ اقلیم البحیرات الکبیرۃ۔ یہ وہ بحیرے ہیں جن سے دریائے نیل اپنا پانی حاصل کرتا ہے۔ اس اقلیم میں بت پرست حبشی آباد ہیں۔ اس کے کئی حصے ہیں۔ زیادہ مشہور حصہ اُگنڈا ہے جو بحیرۂ اوکریوہ اور موتنزیجہ کے درمیان واقع ہے۔ چند سالوں سے انگریزوں اور پرشیا والوں نے اس اقلیم کو آپس میں تقسیم کر لیا ہے۔ شمالی حصہ انگلستان کے پاس ہے۔ اور جنوبی پرشیا کے پاس۔ اس اقلیم میں دریائے سامرسٹ تک گورنمنٹ مصر کا قبضہ تھا۔ اور شہر داجنجو میں جو کہ بحیرہ موتنزیجہ پر واقع ہے اور فویرہ میں جو دریائے سامرسٹ پر واقع ہے مصری چھاؤنیاں تھیں۔

دوئم۔ اقلیم بحر الجبل۔ بحیرہ موتنزیجہ سے اس مقام تک جہاں کہ بحیرہ نو کے پاس دریائے نیل اور بحر الغزال مل جاتے ہیں۔ اور لواولائی۔ رجاف۔ بدان۔ رجاے۔ جندکور۔ لادو تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس اقلیم میں بجانب شمال کو دلدلیں بکثرت ہیں۔ یہاں حبشی بت پرست قومیں آباد ہیں جن میں سے زیادہ مشہور باری۔ دنکا۔ اور نوئر ہیں۔ لادو

جنوب کی طرف جو علاقہ ہے وہاں کے باشندوں کی خوراک صرف موز یعنے کیلا ہے جو یہاں افراط سے ہوتا ہے۔ لادو سے فاشودہ تک جو باشندے آباد ہیں اُن کا گذارہ زیادہ تر شکار پر ہے۔

سویم۔ اقلیم بحر الغزال۔ اقلیم بحر الجبل کے مغرب میں دور تک چلی گئی ہے۔ یہاں بت پرست سیاہ فام قومیں آباد ہیں۔ جن میں سے زیادہ مشہور۔ دیور۔ بونجو۔ مکراکا۔ نیام نیام ہیں۔ یہ اقلیم دریاؤں کی کثرت اور زمین کی سر سبزی کے باعث "ماء النہیرات" بھی کہلاتی ہے۔

چہارم۔ اقلیم البحر الابیض۔ بحیرہ نو سے نیل ازرق۔ نیل ابیض کے سنگم تک جو خرطوم کے پاس ہے پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے جنوب میں دریا کے بائیں ساحل پر وہ حبشی النسل بت پرست قوم آباد ہے جو شلک یا شلوک کہلاتی ہے۔ اور دائیں ساحل پر ایک اور قوم آباد ہے جس کو دنکا کہتے ہیں۔ اس اقلیم کے شمال میں اہل عرب۔ اہل نوبہ۔ سوڈانی اور متفرق اقوام مسلمانوں کی آباد ہیں۔ سب سے مشہور شہر اس اقلیم کا فاشودہ ہے جو دریائے نیل کے بائیں ساحل پر آباد ہے۔

پنجم۔ کردوفان۔ اقلیم البحر الابیض اور دار فور کے درمیان اقلیم مذکور کے جانب غرب کو آباد ہے یہ ایک نخلستان ہے جس کے ہر جانب صحرا محیط ہے۔ دریائے نیل سے یہ اقلیم اندازاً دو سو کیلو میٹر کے فاصلے پر جانب غرب واقع ہے۔ یہاں کے باشندے اُن جاری چشموں سے پانی حاصل کرتے ہیں جو "خیران" کہلاتے ہیں۔ اور بارش کے موسم میں پانی سے بھرتے رہتے ہیں۔ شمالی نواح کے باشندے ان چشموں کے محتاج نہیں کیونکہ وہاں نہایت گہرے کنوئیں موجود ہیں۔ اس اقلیم کے تمام باشندے مسلمان ہیں اور

عربی یا سوڈانی یا نوبی ہیں صدر مقام کردوفان کا الابیض ہے۔
اسی شہر سے ۱۸۸۲ء میں مہدی سوڈانی نے بغاوت کا جھنڈا بلند
کیا تھا۔ مشہور قبیلے بقارہ اور کبابیش ہیں۔ جنہوں نے مہدی مذکور
کی امداد میں سب سے پیشدستی کی تھی۔

ششم۔ اقلیم دارفور۔ اقلیم کردوفان کے مغرب میں واقع ہے۔ ان
دونوں ملکوں کے درمیان صحرائے افریقہ کا کچھ حصہ حائل ہے۔ جس
کو سیاح چند روز میں طے کرتے ہیں دارفور کے مغرب میں
ودای اور جنوب میں بحرالغزال واقع ہیں۔ یہاں کے باشندے
بھی کل مسلمان ہیں اور عربی۔ نوبی۔ یا سوڈانی الاصل ہیں۔ اس
اقلیم کا صدر مقام فاشر یا تندستی ہے۔

ہفتم۔ اقلیم البحرالازرق۔ اقلیم بحرابیض کے مشرق اور بلاد حبش
کے مغرب میں واقع ہے۔ اس کے مشہور شہر فازوغلی اور سنار ہیں
یہاں کے باشندے بھی کل مسلمان ہیں۔ اور عربی یا نوبی النسل ہیں

ہشتم۔ اقلیم النیل الاوسط۔ یا بلاد النوبہ۔ اس کے شمال میں
وادی حلفا۔ جنوب میں خرطوم مشرق میں دریائے نیل۔ بلاد حبش
اور بحر قلزم اور مغرب میں صحرائے اعظم ہیں۔ اس کے دو حصے
ہیں۔ ایک اقلیم نہر عطبرہ۔ (یا نوبہ علیا۔ یا سوڈان شرقی) دوسرا
اقلیم نوبہ سفلی۔

سوڈان شرقی دریائے نیل کے مشرق سے اور نیل ازرق کے شمال
سے بحر قلزم تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے کئی حصے ہیں جن میں سے ایک
"انقلابات" ہے۔ اس کا مشہور شہر متمہ ہے جو دریائے عطبرہ پر بلاد حبش
کے حدود میں واقع ہیں۔ دوسرا القضارف ہے جس کا بڑا شہر حلۃ ابی سن
ہے۔ تیسرے التاکہ جس کا مشہور شہر کسلا ہے جو نہر عطبرہ کے ایک دہانے

خورالقاش - پر آباد ہے - سوڈان شرقی کے مشہور قبیلے شکوریہ - ہرندوہ بنی عامر - اور بجا ہین -

اقلیم نوبہ سفلی خرطوم کے شمال سے دریائے نیل کے ہر دو جانب وادی حلفہ تک پھیلی ہوئی ہے - اس کے مشہور شہر شندی - بربر - ابوحمد اور دنقلہ ہیں -

چونکہ سوڈان مصری حکومت مصریہ کا ایک حصہ ہے اس لئے ہم ذیل میں یہاں کی اُن مدیریات کا ذکر کرتے ہیں جو مہدی کی بغاوت سے پہلے موجود تھیں[1] -

یہ ملک تین بڑے حصوں پر جو حکمداریہ کہلاتے ہیں منقسم ہے -

اوّل - حکمداریہ غربی سوڈان - اس کا صدر مقام خرطوم ہے - اور اس میں دارفور - کردفان شکا بحر الغزال - خط استواء - بحر ابیض - سنار - خرطوم - بربر - اور دنقلہ کی مدیریات واقع ہیں -

دویم - حکمداریہ شرقی سوڈان و سواحل قلزم - اس کا صدر مقام سواکن ہے اور اس کے ماتحت مدیریت تاکہ اور اس کے مضافات باب المندب تک اس کے متعلق ہیں -

سویم - حکمداریہ ہرر - محافظت زیلع - اور بربرا اور ان کے مضافات باب المندب تک اس کے متعلق ہیں -

مدیریات سوڈان

اوّل - (مدیریہ دنقلہ) یہ مدیریۃ حدود مصر کے جنوب سے مدیریت بربر

---

[1] اور غالباً ۱۸۹۸ء عیسوی سے سوڈان کی دوبارہ فتح ہونے کے بعد پھر یہی مدیریات قایم کردی گئی ہوں گی ۱۲

تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا صدر مقام اوردی۔ ونقلۃ الااوردی یا الجدیدۃ کے نام سے مشہور ہے۔ اس مدیریت کو گورنمنٹ مصر نے ۱۸۹۶ء میں دوبارہ فتح کیا تھا۔ یہ گیارہ مرکزوں میں منقسم ہے جن میں سے ہرایک خط کہلاتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں:-

(۱) مرکز سکوت (۲) مرکز محس (۳) مرکز الحفیر (۴) مرکز ارقوا یا ارجو جس کا اکثر حصہ دریائے نیل کے وسط میں چند جزیروں سے مرکب ہے (۵) اوردی۔ صدر مقام ونقلۃ الااوردی تمام مدیریت کا صدر مقام ہے۔ (۶) خندق (۷) ونقلۃ العجوز (۸) الدبہ (۹) امبوکول (۱۰) مروی البحریہ (۱۱) مروی القبلیہ۔

دویم (مدیریت بربر) یہ مدیریہ دنقلہ اور خرطوم کے درمیان واقع ہے اسکا صدر مقام بربر ہے جس کو المخیرف بھی کہتے ہیں۔ المخیرف دریائے نیل کے دائیں ساحل پر تجارت کی بڑی منڈی ہے۔ اور سواکن اور خرطوم کو جانیوالے قافلے یہاں ٹھیرا کرتے ہیں۔ اس مدیریت کا بڑا مشہور شہر ابوحمد ہے۔ یہ بھی دریا کے دائیں کنارے صحرائے عقبود کے سرے پر آباد ہے۔ بربر سے کروسکو (واقع صحرائے مذکور) کو جانیوالے قافلے یہاں قیام کرتے ہیں۔ ایک اور شہر دامر ہی دریائے نیل اور نہر عطبرہ کے سنگم پر واقع ہے۔ ایک اور شہر شندی ملک حبش۔ کردفان اور دارفور سے آنیوالے قافلوں کا مرجع رہا دسے ہے۔ ایک اور شہر المتمہ دریا کے بائیں جانب بربر اور خرطوم کے وسط میں آباد ہے۔

سویم (مدیریہ خرطوم) یہ مدیریہ بربر۔ سنار۔ الناکہ۔ اور کردفان کے درمیان واقع ہے اسکا صدر مقام خرطوم ہے یہ شہر تجارت کی بڑی منڈی ہے اور چونکہ نیل ازرق اور نیل ابیض کے سنگم پر آباد ہے اس لئے

اس کا محل وقوع پر فضا ہے۔ محمد علی پاشا مرحوم کے زمانے میں
آباد ہوا۔ اور اسمعیل پاشا مرحوم کے عہد میں اس کی عمارتیں اور
سڑکیں بنائی گئیں پہلے خرطوم کل سوڈان مصری کا پایہ تخت تھا۔ اور
یہاں سوڈان مصری کا حکمدار رہتا تھا۔ لیکن پھر اس کی حالت خراب
ہوگئی تھی اور اس کی اکثر عمارات منہدم ہوگئی تھیں۔ کیونکہ مہدی
سوڈانی نے اسکو اپنا دارالحکومت نہیں بنایا تھا۔ بلکہ ام درمان میں جو
دریا کے ساحل راست پر خرطوم کے سامنے آباد ہے رہنا اختیار کیا تھا۔ مہدی
کے منہدم ہو جانیکے بعد سے خرطوم پر صدر مقام اس ملک کا ہے اور پہلی
حالت سے بھی زیادہ اسکو ترقی ہوئی ہے۔ اس مدیریت کے اور مشہور
شہر مسلمیہ۔ حلفایہ۔ ود مدنی اور ود شلعی ہیں۔

چہارم (مدیریت سنار) مدیریت خرطوم کے جنوب۔ مدیریت فازوغلی کے شمال
میں نیل ازرق کے ساحل پر مدیریت بحر ابیض اور مدیریت التاکہ کے درمیان
واقع ہے۔ صدر مقام اسکا سنار ہے جو نیل ازرق کے بائیں ساحل پر
آباد ہے۔ مشہور شہر اس مدیریت کے حلہ۔ ود عباس۔ کرکوج۔ الشریف محمد ہیں

پنجم۔ (مدیریت فازوغلی) یہ مدیریت نیل ازرق کے ساحل پر مدیریت سنار کی
طرف بلاد حبش کے مغربی حدود سے شمال کو مدیریت التاکہ تک پھیلی
ہوئی ہے۔ اسکا صدر مقام فمکا نیل ازرق کے دائیں ساحل پر آباد ہے
اسکے مشہور شہر فازوغلی اور بنی شنقول ہیں۔

ششم (مدیریت بحر ابیض) مدیریت خرطوم۔ بحر الغزال اور کردوفان کے درمیان
واقع ہے۔ کردوفان سے اسکو چند وسیع جنگل اور چند بلند میدان جہاں کہ ہر قسم
کے حیوان پائے جاتے ہیں جدا کرتے ہیں۔ اسکا صدر مقام فاشودہ نیل
ابیض کے بائیں ساحل پر آباد ہے۔

ہفتم۔ (مدیریت التاکہ) اس مدیریت کے مشرق میں سواکن سے مصوع

تک بحر قلزم پھیلا ہوا ہے۔ مغرب میں خرطوم۔ سنار۔ فازوغلی کی مدیریات ہیں۔ اور جنوب میں بلاد حبش آباد ہے۔ اس مدیریت کا صدر مقام کسلا ساحل راست پر آباد ہے۔ پہلے اس مدیریت کے دو حصے تھے۔ حصۂ التعضارف جس کا صدر مقام حلہ ابی سن تھا۔ اور حصہ القلابات جس کا صدر مقام المتمہ تھا۔

ہشتم (مدیریت کردفان) مدیریت بحر الابیض اور دار فور کے مابین ہے۔ اسکا صدر مقام الابیض ہے اور اس کے مشہور شہر ابو حراز۔ بارا۔ حورسی۔ اور طیارہ ہیں۔

نہم (مدیریت دار فور) مدیریت کردفان اور وڈلئی۔ (واقع سوڈان غربی) کے درمیان واقع ہے۔ اس کا صدر مقام فاشر یا تندلتی ہے جو پہلے سلطنت دار فور کا دار الحکومت تھا۔ لیکن دار فور چونکہ مصر میں ملحق کر لیا گیا اس لئے اب وہ محض صدر مقام ہے اس کے مشہور شہر فوجہ۔ ام شنقہ کبکبیہ۔ طویشہ۔ اور دارہ ہیں پہلے خود یہ مدیریت چار مدیریت پر منقسم تھی۔

دہم (مدیریت شکا) البحر الابیض اور دار فور کے مدیریتوں کے مابین واقع ہے اسکا صدر مقام شکا ہے۔

یازدہم (مدیریہ بحر الغزال) بحر الغزال اور اس کے معاون دریاؤں کے ساحلوں پر آباد ہے۔ صدر مقام دیم سلیمان ہے۔

دوازدہم (مدیریہ خط الاستواء) مدیریت بحر الابیض۔ اور مدیریت بحر الغزال کے درمیان اور بحیرات کبیرہ اور خط استواء کے بیچ میں واقع ہے۔ پہلے یہ بھی چند مدیریت پر منقسم تھی۔ اس کے مشہور شہر لادو چند کورو۔ دفیلہ۔ مدان رجاف۔ اولائی۔ ماجنجو ہیں۔

سیزدہم (مدیریت بربرہ) اس مدیریت کو سواحل عادل یا بلاد الصومالیہ بھی کہتے ہیں۔ زمانۂ قدیم سے وہ ایک اسلامی علاقہ ہے۔ بحر قلزم کے ساحل

پر آینا ئے باب المندب سے راس غردافوئی تک اس کی وسعت ہے صدر مقام ہرڑ ہے۔ سوڈان کی محافظات یہ ہیں:-

اوّل محافظہ مصوع۔ یہ دو جزیرے ہیں جو بحر قلزم میں واقع ہیں۔ اور ان کے اور ساحل کے درمیان ایک پل دو ہزار میٹر لیا اور پانچ میٹر چوڑا بنا ہوا ہے جزیرہ دہلک اسی محافظہ کے ماتحت ہے۔ مصوع کی تجارت سوڈان اور حبش کے ساتھ جاری ہے۔ لیکن اٹالین سوداگروں کے ہاتھ میں ہے مصریوں کے ہاتھ میں نہیں گو کہ حق انھیں کا ہے۔

دوئم۔ محافظت سواکن۔ بحر قلزم کا ایک جزیرہ ہے۔ جدہ سے اور سوڈان کے تمام شہروں سے اسکی تجارت جاری ہے طوکر اور سنکات اس کے ماتحت ہیں۔ یہ محافظت ہمیشہ سے گورنمنٹ مصر کے قبضے میں رہی ہے۔

سوئم۔ محافظت زیلع۔ اسکا صدر مقام زیلع خلیج عدن کے کنارے آباد ہے۔

چہارم۔ محافظت بربرہ۔ یہ بھی خلیج عدن کے کنارے آباد ہے اور اسکا لنگرگاہ نہایت خوشنما ہے۔

یہ آخری دونوں محافظتیں اسوقت تک سلطنت انگریزی کے قبضے میں ہیں گو در اصل مصری علاقہ نہیں۔ فقط۔

پیسہ اخبار لاہور

جس میں ہر ہفتہ ملک کے تمام ضروری معاملات پر اعلےٰ درجہ کی رائے زنی کیجاتی ہے اور انگریزی عربی ترکی وغیرہ اخبارات کے مضامین ترجمہ ہو کر درج ہوا کرتے ہیں۔ اور جسکو باقی تمام اردو اخبارات سے زیادہ سے زیادہ اور تازہ خبریں بہم پہنچانے کا فخر حاصل ہے۔ ہر ہفتہ دنیا کے کسی مشہور شخص کی تصویر و حالات بھی چھاپے جاتے ہیں۔ بوجہ اپنی نہایت ارزاں قیمت اور ہر دلعزیز پالیسی کے ہندوستان بھر کے تمام اردو اخبارات سے زیادہ چھپنے والا ہے۔ **قیمت** مع محصول ڈاک فقط اڑھائی روپے (عہ) پیشگی قیمت کی وصولی پر تین نادر کتابیں ہر ایک خریدار کو مفت ملتی ہیں۔

انتخاب لاجواب

دنیا کے تمام نہایت دلچسپ اخباروں مفید کتابوں اور تحریروں کا عطر مجموعہ جس میں ہزارہا ایسے قیمتی علمی اور عملی مضامین دل بہلاؤ اور تعلیم کے لئے درج ہوتے ہیں کہ جو اور کسی ذریعہ سے اردو زبان میں مل نہیں سکتے۔ ہندوستان میں کسی زبان میں اس قسم کی کوئی کتاب یا رسالہ نہیں چھپا۔ اردو زبان میں بے نظیر نعمت ہے۔ ناظرین میں کئی قسم کے انعام تقسیم ہوتے ہیں اور نامہ نگاروں کو معاوضہ دیا جاتا ہے۔ ہفتہ وار اشاعت ۴۴ صفحہ کلاں **قیمت** مع محصول ڈاک چار روپے (للعہ) ۔

بچوں کا اخبار

انگلستان اور امریکہ میں کم از کم ایک سو اخبار بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق شائع ہوتے ہونگے مگر اردو زبان میں تمام ہندوستان میں ایسا ایک اخبار یا رسالہ بھی شائع نہیں ہوتا۔ اس کمی کو پورا کرنیکے لئے بچوں کا اخبار بڑی آب و تاب کے ساتھ کارخانہ پیسہ اخبار سے باہتمام شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ اور اسے ملک کے تمام اخبارات اور اہل الرائے لوگوں اور محکمہ تعلیم کے اکثر افسروں نے بچوں کے اخلاق آداب اور تعلیم تربیت کے لئے نہایت مفید تسلیم کیا ہے۔ کوئی بال بچے والا گھر اس سے خالی نہ رہے۔ **قیمت** سالانہ مع محصول ڈاک دو روپے چھ آنہ (عہ/)

درخواستوں کا پتہ۔ منیجر پیسہ اخبار لاہور